تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ　　لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　یکم اپریل ۱۹۹۸ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام دُنیا کا مشکل ترین کام !!

نظام خلافت کا برپا کرنا دُنیا کا مشکل ترین کام ہے' اگر نبی اکرم ﷺ نے اس نظام کے دوبارہ برپا ہونے کی صریح خبریں نہ دی ہوتیں تو ہم کبھی یقین نہ کرتے کہ یہ کام دُنیا میں ایک مرتبہ پھر ہو سکتا ہے۔ میرا یہ تاثر اس لئے بنا ہے کہ پوری تاریخ میں یہ دورِ سعادت صرف ایک ہی بار دُنیا نے دیکھا ہے۔ اس کام کے مشکل ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے اس کام کی تکمیل کسی بھی رسول کے ذریعہ نہ ہو سکی۔ اب رسالت و نبوت تو حضور اکرمؐ پر ختم ہو چکی ہے تو ایک ایسا کام جو اس سے قبل رسولوں کے ذریعہ بھی نہ ہو سکا وہ اب امتیوں کے ہاتھوں کیسے ہو جائے گا۔ انسان کی محدود عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ جو کام تاریخ انسانی میں صرف ایک بار اور وہ سید الانبیاء المرسلین کے ہاتھوں انجام پا سکا وہ دوبارہ امتیوں کے ہاتھوں ہو جائے گا۔ پھر آج کے دور میں زمانے کا جو رُخ ہے' انسان جس طرح مادیت پرستی میں غرق ہے اور تمام دُنیا کا مطلوب و مقصود بھی یہی کچھ قرار پا چکا ہے تو عقل آخر کیسے یہ تسلیم کر سکتی ہے کہ یہ کٹھن منزل بالآخر سر ہو جائے گی۔ پوری انسانیت پر مادہ پرست تہذیب کا غلبہ ہے۔ عالمی سطح پر اباحیت' عریانی اور فحاشی نے ایک آرٹ کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور "کلچر" کے نام سے اس کا فروغ ہو رہا ہے۔ یہ پوری دُنیا کا رُخ ہے جبکہ اسلام بالکل دوسرے رُخ پر انسانیت کو لے جانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کام کو آسان سمجھ کر آگے بڑھانا اور کام کرنے کا بیڑا اٹھانا سخت نادانی ہے۔

اس کی ایک واقعاتی شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ پروپیگنڈے اور سیاسی دباؤ سے ہمارے دستور میں یہ دفعہ شامل تو ضرور کرائی گئی کہ "قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی" مگر اس پر عمل آج تک نہیں ہو سکا۔ قرارداد مقاصد منظور ہوئے تقریباً نصف صدی مکمل ہونے کو ہے لیکن اس سے اگلا قدم آج تک نہیں اٹھایا جا سکا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ زمانے کا بہاؤ بالکل دوسرے رُخ پر ہے جو اسلام کے عین مخالف سمت میں ہے۔ جاگیرداری کا خاتمہ کوئی آسان کام نہیں ہے یہ گویا شیر کے منہ سے نوالہ چھیننا ہے۔ وہ مراعات یافتہ طبقہ جس کی آج خدائی نافذ ہے اس کی خدائی چھین لینا آسان کام نہیں ہے۔

میں یہ ساری باتیں آپ کو پست ہمت بنانے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ سوچ سمجھ کر قدم بڑھائیں تاکہ بڑھنے والا کوئی قدم مشکلات کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹے۔ یاد رکھئے یہ مشکل ترین کام دوبارہ ہونا ہے' اس لئے کہ اس کی خبر دی ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے جو "الصادق والمصدوق" ہیں۔

("خطبات خلافت" از ڈاکٹر اسرار احمد سے ایک اقتباس)

شمارہ : 12　　قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
عاکف سعید

ایک ہیں ہم کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ !

چند روز قبل چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ "پاکستان اپنی تاریخ کے کٹھن اور نازک دور سے گزر رہا ہے"۔ اس پر ایک انگریزی روزنامے میں ایک دلچسپ کارٹون نظر سے گزرا کہ ایک لڑکا اپنے بوڑھے والد سے یہ سوال کرتا ہے کہ "ابا جان' پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں کیا کوئی ایسا دور بھی گزرا ہے جو نازک اور کٹھن نہ ہو!" —— ایک نہایت تلخ حقیقت کو اِس کارٹونسٹ نے ہلکے پھلکے انداز میں پیش کر کے گویا ہمارے منہ پر طمانچہ رسید کیا ہے کہ یہ ملک ہم نے بنا تو لیا' انگریز اور ہندو کی شدید مخالفت کے باوجود "بھارت ماتا" کے ٹکڑے کروانے کا ایک بظاہر ناممکن کام ہم نے ممکن تو کر دکھایا (گو اِس معاملے میں اللہ کی تائید و نصرت معجزانہ طور پر ہمارے شاملِ حال رہی) لیکن پھر ہم اِس کو چلانے اور سنبھالنے میں قطعاً ناکام اور یکسر نااہل ثابت ہوئے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا وہ اندیشہ ہمارے بارے میں صحیح ثابت ہوا جس سے انہوں نے ہمیں پیشگی آگاہ کر دیا تھا کہ "اللہ نے پاکستان کی صورت میں ہمیں اپنی صلاحیتوں کے اظہار اور قابلیت کے ثبوت کا سنہری موقع عطا فرمایا ہے کہ اُن سے کام لے کر ہم اس نوزائیدہ ملک کی تعمیر و ترقی کا کام صحیح خطوط پر کر سکیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مستقبل کا مؤرخ یہ کہے کہ ہم اِس کے اہل ثابت نہ ہو سکے"۔

ہماری پچاس سالہ سیاسی تاریخ حقوق سے محرومی' سیاسی اداروں کے شکست و ریخت اور سیاسی بحرانوں کی تاریخ ہے۔ تقسیم ہند کے وقت غیر ملکی تجزیہ نگاروں کی رائے یہ تھی کہ پاکستان کے نام سے وجود میں آنے والے نوزائیدہ ملک کا مستقبل نہایت روشن نظر آتا ہے کہ یہاں بسنے والوں کی عظیم اکثریت ایک ہی مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والی قوم پر مشتمل ہے اور اِس قوم کا اپنے مذہب سے قلبی تعلق بہت گہرا ہے۔ اس کے برعکس بھارت کا مستقبل ان کے خیال میں نہایت تاریک دکھائی دیتا تھا کہ جہاں نسلی اور لسانی قومیتوں اور مختلف مذاہب کی باہمی آویزش کے باعث ایک ایسا الجھاؤ پیدا ہو گیا تھا کہ جس نے بھارت کو "مسائلستان" بنا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ ہم نے اپنی نااہلی اور کج ادائی سے دنیا کے مانے ہوئے تجزیہ نگاروں کی رائے کو غلط ثابت کر دیا —— بھارت اپنے تمامتر قومی اور علاقائی مسائل اور پیچیدگیوں کے باوجود تعمیر و ترقی کی دوڑ میں آج ہم سے بہت آگے ہے' اور ہم

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہیں ہم کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

کے مصداق ہر اعتبار سے پاتال میں پہنچے ہوئے ہیں۔ ملکی معیشت اِس درجے ضعف و اضمحلال کا شکار ہے کہ اِس جاں بلب مریض کو مسلسل خون دینے کیلئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے اُن کی من چاہی شرائط پر سودی قرضہ حاصل کرنا ہماری مجبوری بن چکا ہے۔ دم توڑتی معیشت کو سنبھالا دینے کی ہر کوشش تاحال ناکام ثابت ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اِس معاملے میں بھاری مینڈیٹ کی حامل ایک ایسی بظاہر مستحکم حکومت بھی کہ جس سے ملکی معیشت اور تجارت کے حوالے سے بے پناہ توقعات وابستہ تھیں' بے بسی اور لاچاری کا مجسمہ بنی نظر آتی ہے۔ اور کشکول توڑنے کا نعرہ لگانے والے کاسہ گدائی ہاتھ میں لئے دَر دَر دستک دینے پر مجبور ہیں۔

معیشت کی زبوں حالی پر جتنا بھی مرثیہ کہا جا سکے کم ہے' سیاسی حالات بھی کچھ زیادہ خوش آئند نہیں ہیں —— بھاری مینڈیٹ کے کرسی اقتدار کی ٹانگیں لرزنا شروع ہو چکی ہیں۔ قومی اسمبلی میں بروٹ میجارٹی رکھنے والی مضبوط و مستحکم سیاسی حکومت کے پائے چوبیں پہلے بھی ایک موقع پر اپنی بے تمکینی پر نوحہ خوانی کر چکے ہیں جب سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ سے سینگ پھنسانے کے نتیجے میں ایک مرحلے پر حکومت کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے —— موجودہ حکومت کیلئے وہ بہت کڑا وقت تھا۔ اب ایک بار پھر سیاسی افراتفری کا نقشہ بننے کو ہے۔ پاکستان عوامی اتحاد' انمل بے جوڑ ہی سہی' حکومت کیلئے مشکلات کھڑی کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ بے نظیر کے "غریب عوام" اور علامہ طاہر القادری کے "سواد اعظم" مل کر بھرپور عوامی تحریک چلانے کی پوزیشن میں ہیں۔ پھر بھان متی کے اس کنبے کی تشکیل میں منجھے ہوئے پختہ کار سیاستدان نوابزادہ صاحب کے کردار کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ جن کی موجودگی ہر ایسے "منفی اتحاد" کی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے جس کا مقصد کسی حکومت کی ٹانگ گھسیٹ کر انتشار پیدا کرنا ہو۔ اِس اتحاد نے ۳۰ مارچ کو عوامی ریلی کے انعقاد کا اعلان کیا ہے۔ اِس ریلی کی کامیابی ملکی سیاست میں ہلچل پیدا کر سکتی ہے۔

مولانا عبدالستار نیازی صاحب نے بھی نفاذ شریعت کیلئے حکومت کو ۳۱ مارچ کا الٹی میٹم دے رکھا ہے۔ تنظیم الاخوان نے بھی حکومت کے خلاف اعلان جہاد بلند کر دیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی اپنے حالیہ اجلاس میں جس میں متعدد دینی جماعتوں کے نمائندے شریک تھے' حکومت سے قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کا مطالبہ دھمکی آمیز انداز میں کیا ہے۔ گویا دینی و مذہبی طبقات موجودہ حکومت کے خلاف یک آواز ہو چکے ہیں۔ دوسری جانب کراچی ایک بار پھر "بخاک و خون غلطیدن" کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ قتل و غارت گری' دہشت گردی' ہنگاموں اور ہڑتالوں کی سیاست ایک بار پھر عروج پر ہے۔ ایم کیو ایم اور حقیقی کا ٹکراؤ نہایت سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ کیا پاکستان کے حالات سدھرنے کا کوئی امکان ہے؟ کیا ان حالات میں انتخابات کا از سرِ نو انعقاد مسئلہ کا حل ثابت ہو سکتا ہے؟ اگر اتنا بھاری مینڈیٹ قطعاً ناکام ثابت ہوا ہے تو کیا آئندہ الیکشن میں اس سے زیادہ مستحکم سیاسی حکومت کے قیام کا کوئی امکان ہے؟ اگر الیکشن کی سیاست ہمارے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہے تو کیا قومی حکومت یا مارشل لاء سے کسی خیر کی توقع کی جا سکتی ہے؟ —— عقل و منطق کا یہ فیصلہ ہے' اور پچاس سالہ تجربہ اِس کی توثیق کرتا ہے کہ اِن راستوں سے خیر اور اصلاح کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ ہمارے دکھوں کا مداوا صرف اور صرف نظام خلافت کے قیام میں مضمر ہے جس سے روگردانی اور انحراف کی سزا ہم گزشتہ نصف صدی سے بھگت رہے ہیں۔OO

آپریشن سے قبل امیر تنظیم اسلامی کا آخری خط

مع ضمیمہ یا تتمہ "حساب کم و بیش"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈیٹرائٹ۔ امریکہ
۲۴/ مارچ ۹۸ء

محترم رفقائے تنظیم اسلامی' احباب انجمن ہائے خدام القرآن و تحریک خلافت پاکستان' و جملہ اعزہ و اقارب! —— زادکم اللّٰہ ایمانا و توفیقا!!
السلام علیکم ورحمۃُ اللّٰہ وبرکاتہٗ

امریکہ سے میں نے اپنا پہلا خط ۵ مارچ کو تحریر کیا تھا جو ۱۸ مارچ کے "ندائے خلافت" میں شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا ۱۱ مارچ کو تحریر کر کے لاہور فیکس بھی کر دیا تھا اور وہ وہاں کمپوز بھی ہو گیا تھا' لیکن چونکہ مجھے یہ احساس ہوا کہ میری طبیعت کے اضمحلال کے باعث اس میں "آمد" کی بجائے قدرے "آورد" کا رنگ آ گیا ہے' لہٰذا میں نے اس کی اشاعت کو رکوا دیا تھا۔ اب گویا اصلاً اسی کو UPDATE کر رہا ہوں۔ لیکن چونکہ اس کا انداز حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں وارد شدہ الفاظ "کانّھا موعظۃُ مُودّعٍ" کے مصداق "مکتوب مُودّع" کا تھا اور کمپوز ہو جانے کے باعث بعض لوگوں بالخصوص میرے اہل خانہ کے پڑھنے میں بھی آ گیا تھا جس پر مجھے بہت جذباتی ردعمل موصول ہوا' لہٰذا اپنے اس خط کا آغاز دو "بشارتوں" سے کر رہا ہوں۔

پہلی بشارت یہ کہ میں نے اپنے اس خط میں ۱۱ مارچ سے لے کر ۲۵ مارچ تک کے پروگراموں کا ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا تھا: "بالآخر ۲۶ مارچ کو علی الصبح ہنری فورڈ ہسپتال میں داخلہ ہو جائے گا' جہاں اسی روز آپریشن کا پروگرام ہے"۔ اور اس کے بعد میرے عام اسلوب نگارش کے مطابق "لِلّٰہِ الامْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ" کے الفاظ مبارکہ میرے قلم سے بالکل بے ساختہ انداز میں صادر ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے جب تحقیق کی کہ یہ الفاظ قرآن حکیم میں کس مقام پر وارد ہوئے ہیں اور ان کا صحیح صحیح دروبست کیا ہے تو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ یہ سورۂ روم کی آیت نمبر ۴ کے الفاظ ہیں —— اور ان کے فوراً بعد "یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ" کے بشارت آمیز الفاظ وارد ہوئے ہیں —— تو اگرچہ میں نے زندگی بھر دیوان حافظ تو کیا کبھی قرآن حکیم سے بھی "فال" نہیں نکالی اور نیک شگون یا بدشگونی کی جانب کبھی ذہن منتقل ہی نہیں ہوا' تاہم مجھے اِس خالص غیر اختیار "آمد" میں بشارت نظر آئی' جسے میں آپ سب لوگوں تک بھی منتقل کر رہا ہوں۔ باقی ہو گا وہ جو اللہ چاہتا ہے اور اُس کے علم میں ہے' تاہم اللہ کا شکر ہے کہ میرا دل اس پر مطمئن ہے کہ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو بہرصورت "اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ" ہی کے حکم میں ہو گا!

دوسری بشارت یہ کہ —— اپنے ۵ مارچ والے خط میں' میں نے جن چار اجتماعات کے پروگرام کا ذکر کیا تھا وہ میری طبیعت کی اونچ نیچ کے باوجود بحمد اللہ سب کے سب حسب پروگرام بہت حسن و خوبی کے ساتھ منعقد ہو گئے اور اس سلسلے کا آخری اجتماع جو پرسوں اتوار ۲۲ مارچ کو یہاں ڈیٹرائٹ میں منعقد ہوا وہ تو واقعتا "فعجّل لکم ھٰذہ" (الفتح: ۲۰) کا مصداق کامل بن گیا۔ اس لئے کہ اس میں ٹورنٹو سے ۳۹ حضرات و خواتین نے شرکت کی اور سوائے اُن چند حضرات کے جو سفرِ حج کے باعث تشریف نہیں لا سکے تھے' ٹورنٹو کے جملہ سابق رفقائے تنظیم نے تجدید بیعت کر کے دوبارہ تنظیم میں شرکت اختیار کر لی۔ اور ع "آ ملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک!" کا وجد آفریں منظر سامنے آ گیا —— ۸ مارچ کا شکاگو کا اجتماع بھی بحمد اللہ بہت کامیاب رہا تھا' لیکن اس کے ضمن میں ایک غلطی ہم سے یہ ہو گئی کہ سابق رفقاء کے علاوہ بعض ایسے حضرات کو بھی مدعو کر لیا جن سے شناسائی تو دیرینہ تھی لیکن تنظیم میں وہ کبھی شامل نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ گفتگو کا رخ بعض غیر متعلقہ موضوعات کی جانب مڑ گیا۔ ۱۵ مارچ کا نیویارک کا اجتماع اِس اعتبار سے بہت کامیاب اور دل خوش کن رہا کہ تقریباً ساٹھ حضرات نے شرکت کی۔ اِس سے اندازہ ہوا کہ بحمد اللہ امریکہ کے اس اہم ترین گوشے یعنی نیویارک نیو جرسی ایریا میں تنظیم کی دعوت کو اطمینان بخش انداز میں وسعت حاصل ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں جنوری ۹۸ء کے رمضان مبارک میں عزیزم عاکف سعید سلمہ کے نیویارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کی نہایت شاندار کامیابی بھی قابل ذکر ہے۔ ۱۹ مارچ کو ہوسٹن میں مقامی رفقاء کے علاوہ پانچ سو میل مغرب سے ڈاکٹر عارفین لودھی صاحب اور ڈاکٹر سعید اختر صاحب تشریف لے آئے اور لگ بھگ ہزار میل مشرق یعنی اٹلانٹا سے سید زین العابدین نے شد رحال کر لیا۔ اس طرح الحمد للہ کہ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے اکثر رفقاء سے ملاقات کی سعادت حاصل ہو گئی۔ (میرا اپنا ارادہ تو امریکہ کے مغربی ساحل کے سفر کا بھی تھا لیکن میرے معالجاتی GUARDIANS نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اور میں "کَالمَیِّتِ فِی اَیْدِی الغَسَّالِ" کی صورت اختیار کر ہی چکا تھا!)

---

۱۱ مارچ کو جو خط میں نے تحریر کیا تھا اس کا بڑا اور اہم تر حصہ "حساب کم

وبیش" کے ضمیمے یا تتمے کی حیثیت رکھتا تھا ، میں اب مختصراً شق وار درج کر رہا ہوں :

۱۔ "حساب کم و بیش" کے صفحہ ۶۱ پر پیراگراف نمبر ۱۷ میں جن دو جائدادوں کا ذکر تھا کہ وہ حقیقتاً تو "وقف" ہیں لیکن قانوناً میری ملکیت شمار ہوتی ہیں' الحمد للہ کہ ان میں سے گڑھی شاہو میں واقع عمارت جس میں تنظیم کے مرکزی دفاتر قائم ہیں "اقامت دین ٹرسٹ" کی تحویل میں دی جا چکی ہے' اور داؤد منزل' کراچی کے فلیٹ کا "حق کرایہ داری" بھی "دین حق ٹرسٹ" کو منتقل ہو چکا ہے۔

۲۔ "حساب کم و بیش" کے صفحہ ۶۲ پر پیراگراف نمبر ۱۹ میں میرے جس "صوابدیدی فنڈ" کا ذکر تھا الحمد للہ کہ اس کا بیلنس بھی اب صفر پر آ چکا ہے۔ البتہ اس سے جن جن رفقاء و احباب کو میں نے قرض دیا تھا ان میں سے جو رقوم واجب الوصول یا قابل الوصول باقی ہیں ان کی تفصیل میں نے عزیزم ڈاکٹر عارف رشید کو بتا دی ہے اور انہیں ہی اپنی یہ تحریر بھی دے دی ہے کہ ان میں سے جو جو رقوم واپس وصول ہوتی جائیں انہیں "اقامت دین ٹرسٹ" کے حوالے کر دیا جائے ـــــ اس فنڈ کے آمد و خرچ کے ایک ایک پیسے کا حساب تاحال میرے پاس محفوظ تھا۔ لیکن چونکہ وہ صرف میری ذاتی یادداشت کے لئے تھا اور اس سے کسی اور کا کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا اب میں نے اسے تلف کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کی وہ Day Book جو لگ بھگ پچیس سال سے "صُدُورُ الاحرارِ کصُندُوقِ الاسرارِ" کے مصداق میرے پاس محفوظ تھی' حتیٰ کہ اکثر بیرونی اسفار کے دوران بھی میرے بریف کیس میں موجود رہتی تھی' ۱۲ مارچ ۹۸ء کو تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے دفتر واقع شکاگو میں امیر ٹینا برادرم عطاء الرحمٰن صاحب کے ہاتھوں "شریڈر" کے ذریعے تار تار کر دی گئی!

۳۔ "حساب کم و بیش" کے صفحہ ۶۰ پر پیراگراف نمبر ۱۶ میں بیان شدہ امور کے ضمن میں بھی نوٹ کر لیا جائے کہ : (i) اُس وقت جو کار میری ملکیت تھی وہ (صفحہ ۶۴ کے حاشیہ نمبر ۱ کے مطابق) فروخت ہو گئی تھی۔ اب جو کار میرے ذاتی استعمال میں ہے وہ اصلاً برادرم اقتدار احمد کے بیٹوں کی ملکیت ہے جو انہوں نے مجھے استعمال کے لئے دی ہوئی ہے۔ میرے انتقال کی صورت میں وہ چاہیں تو اسے واپس لے لیں اور چاہیں تو مستقبل کے امیر تنظیم کی تحویل میں حسب سابق رہنے دیں! (ii) اِس وقت میرے نام سے دو کرنٹ اکاؤنٹ یو بی ایل ماڈل ٹاؤن برانچ میں جاری ہیں۔ ان میں سے صرف ایک میرا ذاتی ہے جس میں NIPA اور سٹاف کالج وغیرہ کے لیکچرز کی فیس کے چیک جمع ہوتے رہے ہیں' اور دوسرا ایسے چیک جمع کرانے کے لئے کھولا گیا تھا جو بعض اوقات میرے ذاتی نام پر آ جاتے ہیں لیکن ہوتے ہیں اصلاً انجمن یا تنظیم یا مکتبہ وغیرہ کے لئے ـــــ ان دونوں اکاؤنٹس میں بھی اب صرف اتنی ہی رقم جمع ہے جس سے "کھاتہ" برقرار رہ سکے!

الغرض ـــــ انکم ٹیکس کی دستاویزات میں استعمال ہونے والی اصطلاح "TOTAL WORLD INCOME" پر قیاس کرتے ہوئے اگر ایک نئی اصطلاح وضع کر لی جائے' یعنی "TOTAL WORLD BELONGINGS" تو

ٹورنٹو (کینیڈا) کے سابق اور موجودہ رفقاء تنظیم کے نام

امیر تنظیم اسلامی کے خط کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکاگو ۔ ۵ / مارچ ۹۸ء

محترم و مکرم جملہ موجودہ و سابق رفقائے تنظیم اسلامی' ٹورنٹو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں اس بار امریکہ اپنے گھٹنوں کے بڑے آپریشن (TOTAL KNEE REPLACEMENT) کیلئے آیا ہوں۔ چنانچہ ۲۶ / مارچ کو ہنری فورڈ ہاسپٹل' ڈیٹرائٹ میں دونوں گھٹنوں کا بیک وقت آپریشن ہونا طے پا گیا ہے جس کیلئے ابتدائی تفتیشی مراحل طے کرنے کے بعد میں ہفتہ عشرہ کے لئے شکاگو حاضر ہوا ہوں' جہاں سے یہ عریضہ تحریر کر رہا ہوں۔

ویسے تو زندگی اور موت کا معاملہ ہر دم اور ہر آن اللہ تعالیٰ کے حکم سے وابستہ ہے' اور موت کسی بھی انسان کو' کسی بھی عمر میں' اور کسی بھی وقت آ سکتی ہے' تاہم اولاً ۶۶ سال کی عمر اور پھر اتنے بڑے آپریشن میں انتقال کا امکان زیادہ ہی بڑھ جاتا ہے۔

ـــــ لہٰذا میری شدید خواہش ہے کہ ـــــ

آپریشن سے قبل تنظیم اسلامی شمالی امریکہ کے موجودہ اور سابقہ رفقاء اور دیگر فعال احباب سے ایک مفصل ملاقات ہو جائے جس میں میں اپنے موجودہ موقف اور سابقہ معاملات کے ضمن میں بعض ضروری وضاحتیں پیش کر دوں ـــــ تاکہ اگر دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ ہی گیا ہے تو کہا سنا معاف کرنے اور کرانے کے نتیجے میں خود میں بھی کدورت سے صاف دل لے کر رخصت ہوں۔ اور دوسروں کے سینوں سے بھی کدورتوں کے ازالے کی کوشش کر سکوں ـــــ چنانچہ اسی نوعیت کا ایک اجتماع شکاگو میں اتوار ۸ / مارچ کی شام کو ہونا طے پایا ہے!

میں اسی قسم کی ایک مفصل ملاقات ٹورنٹو کے موجودہ اور سابق احباب کے ساتھ بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پاکستان سے آتے ہوئے کینیڈا کا ویزا حاصل کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن معلوم ہوا کہ اس کیلئے چھ ہفتہ قبل درخواست دینی ضروری ہوتی ہے۔ بنا بریں ـــــ اب ایک ہی صورت ممکن ہے ـــــ اور وہ یہ کہ جو حضرات بھی میری اس خواہش اور دیرینہ تعلقات کی بنا پر ڈیٹرائٹ تشریف لانے کی تکلیف گوارا کر سکیں ان ہی سے ملاقات کو غنیمت سمجھوں!

میں یہ تحریر محترم عبدالغفور چوہدری صاحب کو ارسال کر رہا ہوں' تاکہ وہ اس کی نقول ٹورنٹو کے جملہ سابق اور موجودہ رفقاء کو پہنچا دیں۔ اس مجوزہ ملاقات کیلئے دن تو اتوار ۲۲ / مارچ کا ابھی سے طے ہے' مقام کی اطلاع جو حضرات بھی آنے کا ارادہ ظاہر فرمائیں گے انہیں بعد میں چوہدری صاحب ہی کے ذریعے کر دی جائے گی۔ وقت کے ضمن میں مناسب ہو گا کہ دن کے گیارہ بجے تک ڈیٹرائٹ پہنچ جائیں۔ ڈیڑھ دو بجے تک نشست رہے' پھر لنچ اور نماز کے بعد واپسی ہو جائے۔ فقط والسلام مع الاکرام

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

اس کے اعتبار سے آج بھی میری کیفیت بالکل وہی ہے جو "حساب کم و بیش" کے صفحہ ۶۰ پر جلی حروف میں درج ہے ـــــ یعنی :

"(اس پوری دنیا میں) میرا نہ کوئی مکان ہے نہ دکان' نہ کوئی فلیٹ ہے نہ پلاٹ' نہ کسی کمپنی میں کوئی حصہ ہے نہ کسی بھی دوسری قسم کے حصص' نہ میرے پاس کوئی سرٹیفکیٹ ہیں نہ بانڈز...." بلکہ اس پر یہ اضافہ مزید کر لیا جائے کہ نہ میرے آڈیو یا ویڈیو کیسٹوں کی کوئی رائلٹی ہے' نہ کسی کتاب کا کوئی حق تصنیف و تالیف!!!

گویا حضرت اکبر الٰہ آبادی کے اس شعر کے مصداق ؎ "شرک چھوڑا تو سب نے چھوڑ دیا۔ میری کوئی سوسائٹی ہی نہیں!" ـــــ میرا نہ کوئی ترکہ ہے نہ میراث!!

"حساب کم و بیش" کی تحریر (ستمبر ۹۲ء) کے بعد کے پانچ چھ سال کے دوران میں ایک اور نوع کی کچھ رقم میرے پاس جمع ہو گئی ہے۔ اور یہ ان "خالص ذاتی" ہدیوں پر مشتمل ہے جو مختلف مواقع پر رفقاء و احباب (بالخصوص بیرون پاکستان سے تعلق رکھنے والے) اس تاکیدی صراحت کے ساتھ پیش کرتے رہے کہ یہ خالصتاً آپ کی ذاتی ضرورتوں کے لئے ہیں! ـــــ الحمد للہ کہ میں نے ان رقوم میں سے بھی اپنی کوئی خالص ذاتی ضرورت کبھی شاذ و نادر ہی پوری کی۔ اور انہیں بھی اسی نیت کے ساتھ محفوظ رکھتا رہا جس کے تحت برادرم اقتدار احمد مرحوم کی جانب سے حاصل ہونے والی اعانت کو۔ ("حساب کم و بیش" صفحہ ۵۸)

اس "فنڈ" میں سے مجھے اس حالیہ سفر سے قبل تک تو دو ہی بڑے خرچ یاد ہیں : ایک دسمبر ۹۵ء میں اپنی اہلیہ اور بعض دیگر رفقاء کے ساتھ سفر عمرہ کے اخراجات ـــــ اور دوسرے اپنی سب سے چھوٹی بچی کے مخصوص حالات کے پیش نظر اس کے لئے ایک پانچ مرلہ کے پلاٹ کی خرید کے ضمن میں جزوی معاونت۔ (بقیہ قیمت اس نے اپنے ان حصص کی فروخت سے حاصل شدہ رقم سے ادا کی جن کا ذکر "حساب کم و بیش" کے صفحات ۵۹ اور ۶۰ پر درج ہے!) اس معاملے میں صرف "فوری تقابل" کے مظہر کے طور پر ـــــ اور اس حقیقت کے اظہار کے لئے کہ میں نے اس فنڈ کے ضمن میں بھی کیا احتیاطیں ملحوظ رکھی ہیں ـــــ اس واقعہ کا ذکر مناسب ہے کہ جب میرے سب سے چھوٹے بیٹے عزیزم آصف حمید سلمہ نے ایم بی اے کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو جب مجھے معلوم ہوا کہ اس کی فیس ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے تو اگرچہ اس فنڈ میں اُس وقت گنجائش موجود تھی' میں نے ان سے معذرت کر لی ـــــ اس فنڈ سے تازہ ترین خرچ میں نے یہ کیا ہے کہ اپنے حالیہ سفر امریکہ جو خالصتاً آپریشن کے لئے ہے' کے جملہ اخراجات سفر' یعنی اپنے' اپنی اہلیہ' عزیزم آصف حمید' اور عزیزم عاکف سعید کے پاکستان تا امریکہ اور واپسی کے ہوائی سفر کے کرائے کے علاوہ' اس ذاتی "VISIT AMERICA" ٹکٹ کی رقم جس کے تحت میں نے تاحال اندرون امریکہ سفر کئے ہیں' اسی فنڈ سے ادا کی ہے۔ تاکہ رفقاء TINA نے جو عظیم بوجھ اپنے ذمہ لے لیا ہے اس میں کسی قدر کمی ہو جائے!

اس خاص مد میں جو بچی کھچی رقم اِس وقت موجود ہے وہ خالص قانونی اور فقہی اعتبار سے تو میری ذاتی ملکیت ہے اور اس حیثیت سے میرے انتقال کی صورت میں "ترکہ" شمار ہو گی' لیکن دین کے خادموں کے لئے مالیاتی امور میں جن اصولوں کی پابندی لازمی ہے' جن کا ذکر "حساب کم و بیش" کے مقدمے میں تفصیلاً موجود ہے' اور جن کی بلند ترین اور جامع ترین تعبیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارکہ ہیں کہ : "ما ترکناہ صدقۃ" ان کے مطابق میں اس رقم کو بھی وقف قرار دیتا ہوں' جس کی متولیہ میرے انتقال کے بعد میری اہلیہ ہوں گی جو اسے اپنی صوابدید کے مطابق دین کی دعوت و اقامت کے مقاصد کے لئے صرف کریں گی ـــــ اور متولی کی حیثیت سے اپنی ناگزیر ضرورتیں بھی پوری کرنے کی حقدار ہوں گی۔ البتہ ان کے انتقال کے بعد بھی اس فنڈ میں کچھ بچا رہا تو وہ مستقبل کے امیر تنظیم اسلامی کو "صوابدیدی فنڈ" کے طور پر منتقل ہو جائے گا!

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور سے جو مراعات مجھے اپنی زندگی کے گزشتہ چھبیس سالوں کے دوران حاصل رہی ہیں ان کی تفصیلات "حساب کم و بیش" میں درج ہیں' البتہ ایک رعایت ایسی بھی ہے جو میں نے اپنے انتقال کے بعد کے لئے بھی حاصل کر رکھی ہے جس کا تذکرہ کر دینا مناسب ہے ـــــ اور وہ یہ کہ میرے انتقال کے بعد بھی میری اہلیہ اپنی حیات دنیوی کے اختتام تک قرآن اکیڈمی کے اسی کوارٹر میں مقیم رہیں گی جس میں ہم یکم جنوری ۱۹۷۷ء سے قیام پذیر ہیں' اور انہیں خواتین میں دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس کے ضمن میں وہ جملہ سہولتیں بھی حاصل رہیں گی جو اِس وقت حاصل ہیں!

اور اب وہ آخری بات' جس کے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میں سے بہت سے لوگوں کو پسند نہیں ہو گی ـــــ یعنی یہ کہ میں نے رفقاء تنظیم اسلامی امریکہ کو ہدایت کر دی ہے کہ میرے یہاں انتقال کی صورت میں میری میت کو یہیں دفن کر دیں اور اسے پاکستان منتقل کرنے کا تکلف نہ کریں ـــــ اس لئے کہ تدفین میں عجلت کی شدید تاکید حدیث نبویؐ میں وارد ہوئی ہے' اور شریعت کا رجحان یہی ہے کہ جس جگہ انتقال ہو وہیں تدفین اولیٰ ہے! اس لئے بھی کہ یہ حقیقت تو ازلی اور ابدی ہے کہ (انَّ الارضَ لِلّٰہِ) یعنی کل زمین اللہ ہی کی ہے۔ (اسی لئے ہمارا تصورِ وطن بھی یہی ہے کہ ع "ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست!") اضافی طور پر اس اُمت کو یہ امتیازی مقام حاصل ہے کہ اس کے موسس و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ "میرے لئے پوری زمین کو مسجد بنا دیا گیا!" ـــــ اور ع "ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد!" کے مصداق ہم کہیں بھی دفن ہوں' ہمارے نفوس و ارواح کو تو لامحالہ "عِلّیّین" اور "سِجّین" میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ کر ہی رہنا ہے! (اللھم انی اسئلک ان تدخلنی

خالصةً برحمتک وفضلک في علیین! آمین یا رب العٰلمین!!)۔ اس معاملے میں میں نے حال ہی میں تحقیق کی جس میں مولانا عبداللہ سلیم صاحب سے بھی مدد حاصل کی تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وہ قول تو بالکل قول فیصل محسوس ہوا جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی قبر کی زیارت کے موقع پر کہا تھا جن کا انتقال تو کسی اور مقام پر ہوا تھا لیکن پھر انہیں مکہ مکرمہ منتقل کر کے دفن کیا گیا تھا —— یعنی یہ کہ "خدا کی قسم اگر میں تمہارے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو تمہیں کبھی یہاں منتقل کرنے کی اجازت نہ دیتی" —— رواہ الترمذیؒ

اس حالیہ سفر امریکہ کے دوران ہماری دعوت و تحریک میں ایک نئی جہت (DIRECTION) بلکہ ایک بالکل نئے 'بُعد' (DIMENSION) کا اضافہ ہوا ہے اور اس بالکل غیر متوقعہ صورتحال کو بھی "بشارت" کے ذیل میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

جیسے کہ میرے ۵ مارچ کے خط میں ذکر ہو گیا تھا' اس بار ڈریو یونیورسٹی کے منعقدہ ایک اہم اجلاس میں شرکت کا موقع ملا جس میں نہ صرف خود ڈریو یونیورسٹی بلکہ آس پاس کی دوسری یونیورسٹیوں سے بھی چوٹی کے عیسائی اور یہودی سکالر اور پروفیسر جمع تھے۔ وہاں جو خطاب میں نے حقیقت انسان اور حقیقت علم کے موضوع پر کیا اس کے بارے میں میری اپنی رائے تو یہ تھی کہ اس موضوع پر اپنے محدود اور حقیر ذخیرۂ علم و فہم کے بھی دسویں حصے تک کا حق ادا نہ کر سکا —— مزید برآں جب اس موقع پر بعض حضرات نے اپنا یہ احساس بیان کیا کہ "آپ کی موجودگی کے باعث ہمیں ایک روحانی حرارت محسوس ہو رہی ہے!" —— اور یہ کہ "ہم آپ کے گھٹنوں کے عارضے کے شکر گزار ہیں کہ اس کی وجہ سے آج آپ یہاں ہمارے مابین موجود ہیں!!" تو اسے بھی میں نے صرف ان حضرات کی شائستگی پر محمول کیا۔ لیکن ۲۳ فروری کی اس نشست کے ایک اہم شریک یعنی یونیورسٹی آف ورجینیا کے پروفیسر ڈاکٹر پیٹر اوکس کا ۱۸ مارچ کو خط موصول ہوا تو محسوس ہوا کہ ان کے جذبات و احساسات میں حقیقت کا رنگ غالب تھا اور تصنع کا کوئی شائبہ موجود نہ تھا۔ (یہ خط میں علیحدہ فیکس کر رہا ہوں تاکہ QURANIC HORIZONS میں شائع کر دیا جائے —— عیسائی اور یہودی اہل علم کے حلقے میں "رجوع الی الوحی" کی تحریک کے تعارف کے ساتھ!)

اسی طرح ہوسٹن میں جو تین گھنٹے کی مفصل ملاقات یونیورسٹی آف ہوسٹن کے شعبہ مطالعہ مذاہب کے پروفیسر اور ڈائریکٹر ڈاکٹر مائیکل وشوگراڈ سے ہوئی (جن کا بایوڈیٹا میں علیحدہ فیکس کر رہا ہوں) اس سے میری اپنی معلومات میں جو اضافہ ہوا وہ تو اپنی جگہ —— اس کے نتیجے میں خود پروفیسر موصوف نے جس قدر ذوق و شوق کا اظہار نہ صرف اسلام سے متعلق مزید معلومات کے حصول کے ضمن میں بلکہ خود تنظیم اسلامی کے اساسی فکر' اہداف اور طریق کار کے ضمن میں کیا وہ ایک جانب حیرت انگیز تھا تو دوسری جانب امید افزا بھی! —— اور میرے نزدیک یہ بھی حکمت و مشیت ایزدی کا مظہر ہے کہ جیسے اس خط کا آغاز میں نے دو "بشارتوں" کے ذکر سے کیا' اسی طرح اس خط کے اختتام کے موقع پر بھی یہ یاد آ گیا کہ اس آخری بشارت میں بھی آپ سب کو شریک کر لوں!

ان کے علاوہ ہوسٹن میں دو مزید ملاقاتیں بڑی اہم اور متوقع طور پر نتیجہ خیز ہوئیں' یعنی : ایک شیخ ارشاد مدظلہ ' سے جنہیں اس وقت امریکہ کی تحریک اخوان المسلمون کے "مہاتما گاندھی" کی حیثیت حاصل ہے' یعنی یہ کہ اگرچہ اس وقت امیر وہ نہیں ہیں تاہم بزرگ ترین اور مؤثر ترین شخصیت ان ہی کی ہے —— اور دوسرے مولانا مودودی مرحوم کے چوتھے صاحبزادے سید حسین فاروق مودودی صاحب اور ان کے برادران نسبتی یعنی فرزندان ڈاکٹر ریاض قدیر مرحوم سے (جو میڈیکل کالج میں میرے اساتذہ میں سے تھے!) برادرم حسین فاروق سے میں نے وعدہ حاصل کیا کہ وہ اب "تحریک تنظیم اسلامی" کا بغور مطالعہ کریں اور اگر محسوس کریں کہ فی الوقت ان کے والد مرحوم کے مشن کی اصل علمبردار تنظیم اسلامی ہے تو اس میں شمولیت اختیار کریں۔

آپ سب سے استدعا ہے کہ ڈاکٹر وشوگراڈ کے بارے میں اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان کے دل کو اسلام کے لئے کھول دے (جو ہرگز بعید نہیں!) اور سید حسین فاروق کے لئے دعا کریں کہ ان کو تنظیم اسلامی کے بارے میں شرح صدر حاصل ہو جائے۔ فقط والسلام

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

(پ۔ن : آج ۲۴ مارچ ہے' کل شام ہم ہاسپٹل منتقل ہو جائیں گے' پرسوں صبح آپریشن ہے۔ ف "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ"۔ اور "بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" اور "لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ")

ڈیٹرائٹ میں امیر تنظیم کے معالج
ڈاکٹر محمد سراج الحق کا رفقاء تنظیم اسلامی کے نام پیغام

الحمدللہ ' محترم ڈاکٹر صاحب کا مزاج اچھا اور حوصلہ بلند ہے۔ وہ ذہنی طور پر سرجری کے لئے تیار ہیں۔ اُن کا اپریشن ۲۶ مارچ کو صبح ۸ بجے ڈیٹرائٹ کے ہنری فورڈ ہسپتال میں کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب سب کو سلام کہہ رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اُن کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ نیز' امیر ٹینا عطاء الرحمن صاحب کے لئے بھی دعا کریں۔ انہوں نے اپنے بائیں گھٹنے کی سوزش کے لئے جو دوا استعمال کی تھی اس کا شدید الرجک ری ایکشن ہو گیا تھا۔ وہ صحت یاب ہو رہے ہیں لیکن ان کی طبیعت اس وقت اچھی نہیں ہے۔ میں ان شاء اللہ امیر محترم اور جناب عطاء الرحمن' دونوں صاحبان کی صحت سے متعلق آپ کو مطلع رکھوں گا۔

محمد سراج الحق

"دہشت گردی کی ڈبل سواری"

اس عذاب سے نجات کیسے ممکن ہے؟

مرزا ایوب بیگ، لاہور

گزشتہ شمارے میں دہشت گردی کی ڈبل سواری کے عنوان سے بعض حقائق قارئین ندائے خلافت کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی تھی جن کے مطابق عوام اس وقت دہرا عذاب جھیل رہے ہیں۔ ایک طرف بم دھماکوں اور تخریبی کارروائیوں نے انہیں ہر جگہ خصوصاً عبادت گاہوں میں اور دوران سفر ریل گاڑیوں اور بسوں میں بالکل غیر محفوظ کر دیا ہے تو دوسری طرف عوام کی اکثریت شب و روز خون پسینہ ایک کر دینے والی محنت و مشقت سے جو کچھ کماتی ہے وہ یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی میں صرف ہو جاتا ہے۔ خوراک تعلیم اور بیماری جیسے بنیادی اخراجات سے نمٹنے کے لئے ان کے پاس بہت کم بچتا ہے۔ اس لئے کہ ہر حکومت اپنے غیر ترقیاتی بجٹ میں اضافہ کئے جاتی ہے۔ ایوان صدر اور پرائم منسٹر ہاؤس کے روزانہ کے اخراجات ایک کروڑ روپے کے لگ بھگ ہیں اور ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور ہر دوسرے دن بجلی پانی یا گیس کے نرخوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس سے وہ بھوک افلاس اور جہالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ نتیجے کے طور پر گھریلو جھگڑوں، طلاق اور خودکشی کے واقعات میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ عوام کی بے بسی اس وقت دیدنی ہوتی ہے جب اس اضافے کی خبر کے ساتھ انہیں بتایا جاتا ہے کہ اس اضافے سے غریب عوام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ راقم نے قارئین کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروائی تھی کہ نواز شریف حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی غیر متوازن اور غیر حقیقی انداز میں بھارت سے تعلقات کی استواری کے لئے یکطرفہ کوششوں کا آغاز کر دیا اور اس وقت کے بھارتی وزیر اعظم گجرال کی نفاست طبع کا بڑا چرچا کیا اور باہمی مخاصمت اور کشیدگی کو دونوں ممالک کے لئے انتہائی ضرررساں قرار دیا گیا۔ لیکن جب گزشتہ چند دنوں میں پے در پے اور مسلسل بم دھماکوں میں انسانی جانوں کا ضیاع ہوا اور تخریبی کارروائیوں سے بھارتی مینڈیٹ کی حامل حکومت لرز اٹھی تو حکومت نے اچانک "یوٹرن" لیا اور پاکستان میں ہونے والی تمام تخریبی کارروائیوں کا ذمہ دار بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسی "را" کو ٹھہرایا، حالانکہ اس وقت تک گجرال جیسی نفیس شخصیت ہی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر براجمان تھی۔ درحقیقت بھارت سے فوری صلح و آشتی کی پالیسی بھی کسی غور و فکر اور منصوبہ بندی کے بغیر اپنائی گئی تھی اور پھر یکدم تمام تر تخریبی کارروائیوں کی ذمہ داری صرف بھارت پر ڈال دینا بھی حکومت کی گھبراہٹ اور نااہلی ظاہر کرتی ہے یعنی منصوبہ بندی کے ساتھ ٹھوس اور مضبوط پالیسی اپنانے کی بجائے گھبراہٹ اور جلد بازی سے کبھی ایک انتہا کو چھو لیتے ہیں اور کبھی دوسری کو۔

تجزیہ

ہماری رائے میں بم دھماکوں اور مہنگائی سے پسے ہوئے عوام کو یوٹیلٹی بلوں کے روز افزوں اضافے کے دہرے عذاب سے بچانے کے لئے بیک وقت طویل المیعاد اور مختصر المیعاد منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ بھارت کے ساتھ جنگی جنون پیدا کرنا اور کشیدگی کی فضا کو برقرار رکھنے کو حب الوطنی کی سند سمجھنا اگرچہ ایک احمقانہ سوچ ہے لیکن اپنے نظریاتی تشخص کو مضبوط و مستحکم کئے بغیر بھارت سے راہ و رسم بڑھانا اور آزادانہ تجارتی سرگرمیاں بحال کرنا بھی یقیناً خودکشی کے مترادف ہے۔ بھارت سے اچھے تعلقات استوار کرنے سے پہلے راقم نے جس ہوم ورک کا گزشتہ شمارے میں ذکر کیا تھا وہ اسی نظریاتی تشخص کی آبیاری و مضبوطی تھی۔ اگر ہم اپنا نظریاتی تشخص اجاگر کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور اگر مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریہ یعنی "پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ کا" ہدف پالیں یا اس کے قریب تر ہو جائیں تو بھارت سے اچھے تعلقات کی استواری اور آزادانہ تجارت ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو گی۔ ایک طرف اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان میں انتشار کی کیفیت ختم ہو جائے گی، امن و امان قائم ہو جائے گا، دشمن کو تخریبی کارروائیاں کرنے کے لئے جس ماحول اور فضا کی ضرورت ہوتی ہے وہ ناپید ہو جائے گا، دشمن کے لئے بم دھماکے کروا کر انسانی جانوں سے کھیلنا ممکن نہیں رہے گا اور پاکستانی عوام پر سے یہ عذاب ٹل جائے گا۔ دوسری طرف یہ کہ جب ہم نظریاتی ہتھیار سے مکمل طور پر لیس ہوں گے تو بھارت سے راہ و رسم بڑھانے اور میل ملاپ میں اضافے سے ہم اپنے اس ہتھیار کا بھرپور استعمال کر سکیں گے، اس سے بھارتیوں کے ذہنوں میں نفوذ کیا جا سکے گا اور دلوں کو فتح کرنے کا وہ کارنامہ سرانجام دیا جا سکے گا جو تباہ کن میزائلوں اور بموں سے نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک عوام پر مہنگائی کا عذاب مسلط کرنے کا تعلق ہے تو اگرچہ اس کا بھی اصل اور مستقل حل تو اسی نسخہ کیمیا کو آزمانے میں مضمر ہے اس لئے کہ ملک میں اسلامی نظام یا نظام خلافت کا قیام ایک بار پھر ایسی صورت حال پیدا کر سکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے بازاروں میں زکوٰۃ ہاتھوں میں لئے پھریں اور زکوٰۃ لینے والا دستیاب نہ ہو۔ لیکن جب تک یہ نظام بالفعل قائم نہیں ہوتا حکومت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے ایسے اقدامات کرے جس سے عوام کو کسی قدر ریلیف مل سکے اور عوام کا مکمل طور پر اس عذاب سے نجات حاصل کرنا ممکن نہ بھی ہو، اس بوجھ کو کم تو کیا جا سکے۔ لیکن اگر حکومت نے عوام کو مکمل طور پر I.M.F اور ورلڈ بنک کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تو اس کے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ بھوکا انسان بڑا خوفناک ثابت ہو سکتا ہے، ایک فرمان نبویؐ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ غربت اور افلاس انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ ہماری رائے میں حکومت یوٹیلٹی بلوں بالخصوص بجلی کے نرخوں میں اضافے کی بجائے درج ذیل اقدامات

کرے تاکہ محاصل میں اضافہ ہو جائے اور عوام پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

۱) پاکستان میں امریکی قونصلر کے مطابق پاکستانیوں کے ۱۰۰ ارب ڈالر ناجائز طور پر غیر ملکوں میں ہیں۔ ایسی قانون سازی کی جائے جس سے یہ تمام دولت پاکستان واپس لائی جاسکے۔

۲) غیر ترقیاتی بجٹ میں زبردست کمی کی جائے۔ سربراہ مملکت اور سربراہ حکومت محض سادگی اور بچت کے وعظ نہ کہیں بلکہ ان کے طرز بود و باش میں سادگی اور بچت کے انداز واضح طور پر نظر آئیں اور وہ دوسروں کے لئے مثال بنیں۔

۳) افسر شاہی کو جو مراعات حاصل ہیں جن کا وہ خود اور ان کے اہل و عیال بے دریغ استعمال کرتے ہیں' ان پر قابل عمل پابندی لگائی جائے۔

۴) سرکاری پے رول پر دو ہزار ماہوار کا ملازم بھی ہے اور چودہ لاکھ ماہانہ (علاوہ دیگر مراعات) کا بھی' اس خوفناک فرق و تفاوت کو ختم کیا جانا چاہئے۔

۳) بجلی گیس اور ریلوے کے محکموں میں اہلکاروں کے ساتھ مل کر جو چوری بہت بڑی سطح پر ہو رہی ہے' اس کا سد باب کیا جائے۔

٦) ایک اطلاع کے مطابق تھرمل پاور پراجیکٹ کے نتیجہ میں واپڈا اس وقت ۲۷ ارب کے خسارے میں ہے جس میں وقت گزرنے کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور صرف واپڈا ہی پاکستانی معیشت کی کشتی کو غرق کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔ تمام غیر ملکی کمپنیوں کو بجلی کے نرخ کم کر کے عالمی سطح پر لانے کے لئے کہا جائے اور

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

الیس منکم رجل رشید

شخصیات اور ترجیحات قومی

تحریر: علامہ شبیر بخاری

ان دنوں تین شخصیات کا سانحہ ارتحال ہوا۔ مولانا امین احسن اصلاحی' ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اور آغا طالش۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ تین شخصیات قومی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے اپنے شعبوں میں بڑی اہم تھیں۔ مولانا اصلاحی دینی بصیرت کے اعتبار سے ایک سربلند مفکر اور مفسر قرآن تھے جنہیں دنیائے اسلام میں ایک منفرد مقام حاصل تھا۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی سائنس اور ریاضی میں ایک سربرآوردہ اسکالر تھے جنہوں نے Mathematical Physics میں اپنے استاد پروفیسر ڈیراک سے کمال حاصل کیا اور انہیں ٹرائی پاس کا اعزاز میسر آیا۔ Applied Math میں Theory of Apperators پیش کی اور کہا گیا کہ نیوٹن کے بعد کیمبرج یونیورسٹی کو ان کی وجہ سے شہرت ملی۔ ان کے تیس سے زیادہ تحقیقی مقالات کی دنیا میں دھوم مچی۔ دس سے زیادہ ریاضیات پر کتابوں کے مصنف تھے۔ متحدہ ہندوستان میں ان کا نام نوبل پرائز کے لئے بھی تجویز ہوا۔

آغا طالش فلم انڈسٹری کے محسنین میں سے شمار ہوتے ہیں۔ لیکن طالب علموں کے ایک گروہ کو بے حد افسوس ہے کہ ہمارے الیکٹرانک میڈیا میں ترجیحات قومی کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ ملک کو اسلام اور سائنس و ٹیکنالوجی میں مزید پیش رفت دینے کے لئے ضروری تھا کہ اول الذکر دو شخصیات کی خدمات کا بھی اسی طرح اعتراف کیا جاتا جس طرح آغا طالش صاحب کا کیا گیا ہے۔ شاید اس کا ایک سبب یہ ہے کہ فلمی صنعت میں شامل لوگ اپنے بڑوں کا احترام اور ان سے محبت کرنے کے بارے میں بخیل نہیں ہیں اور ہمارے علماء اور دانشور اپنی اپنی انا کی تعمیر میں اس درجہ مخلص ہیں کہ "اذکروا موتاکم بالخیر" کا خیال بھی نہیں کر پاتے!

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

ہدیہ عقیدت از علامہ شبیر بخاری

اک مسند تدریس "فراہی" نے بچھائی — اس مشعل اصلاح سے روشن تھی خدائی
اس میکدۂ علم کا اصلاحی امین تھا — جس نے رہ تحقیق میں کی راہ نمائی!
وہ پیکر اخلاص عمل عظمت دیں تھا — اس نے سند علم کی توقیر بڑھائی
ناموس قلم اس کا ہمیشہ رہا بے داغ — ہنگامی مصالح کی روش اس کو نہ بھائی
"تفسیر گراں قدر" کی انمول وراثت — اٹھتی ہوئی اک قوم میں دن رات لٹائی
حافظ کے تفاول سے ملا اس کا یہ پیغام — جس نے علماء کو نئی اک رمز بتائی
"جاں میدہیم از حسرت دیدار تو چوں صبح
باشد کہ چو خورشید درخشاں بدر آئی" (حافظؒ)

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی مرحوم

زعیم عظمت ملت' رضی الدین صدیقی — کلیم جلوہ حکمت' رضی الدین صدیقی
مثیل نیوٹن' کیمبرج کا نام اس سے ہوا روشن — وہ ڈیراک آشنا سیرت' رضی الدین صدیقی
ہو اکنامکس ریاضی کی یا ایکویشن ہو تفریق — ہے تجھ پہ فاش ہر رفعت' رضی الدین صدیقی
ملی آئن سٹائن کو بھی اپرے ٹر کی تھیوری — تو اے وقف اضافیت' رضی الدین صدیقی
ریاضی اور سائنس میں بڑا اونچا علم تیرا — تو پاکستان کی شوکت' رضی الدین صدیقی
نژاد نو ترے نقش قدم کی جستجو میں ہے
اے علم و فضل کی دولت' رضی الدین صدیقی

جانثارانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، کسریٰ کے دربار میں

تاریخ اسلام کا ایک درخشاں باب

(علامہ شبلیؒ کی کتاب "الفاروق" سے ماخوذ)

دربارِ خلافت سے ایک فرمان آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ سعد رضی اللہ عنہ شراف سے آگے بڑھ کر قادسیہ میں قیام کرو اور اِس طرح مورچے جماؤ کہ سامنے عجم کی زمین اور پشت پر عرب کے پہاڑ ہوں' تاکہ فتح ہو تو جہاں تک چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور خدانخواستہ دوسری صورت پیش آئے تو ہٹ کر پہاڑوں کی پناہ میں آسکو۔

قادسیہ نہایت شاداب' نہروں اور ریلوں کی وجہ سے محفوظ مقام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیت میں ان مقامات سے اکثر گزرتے تھے اور اس موقع کی ہیئت اور کیفیت سے واقف تھے۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاصؓ کو جو فرمان بھیجا اُس میں قادسیہ کا موقع اور محل بھی مذکور تھا۔ تاہم چونکہ پرانا تجربہ تھا' سعدؓ کو لکھا کہ قادسیہ پہنچ کر سرزمین کا پورا نقشہ لکھ کر بھیجو کیونکہ میں نے بعض ضروری باتیں اسی وجہ سے نہیں لکھیں کہ موقع اور مقام کے پورے حالات مجھ کو معلوم نہ تھے۔

سعدؓ نے نہایت تفصیل سے موقع جنگ کی حدود اور حالات لکھ کر بھیجے۔ دربار خلافت سے روانگی کی اجازت آئی۔ چنانچہ سعد شراف سے چل کر غدیب پہنچے۔ یہاں عجمیوں کا میگزین رہا کرتا تھا جو مفت ہاتھ آیا۔ قادسیہ پہنچ کر سعدؓ نے ہر طرف ہرکارے دوڑائے کہ غنیم کی خبر لائیں۔ انہوں نے آکر بیان کیا کہ رستم (پسر فرخ زاد) جو آرمینیہ کا رئیس ہے' سپہ سالار مقرر ہوا ہے اور مدائن سے چل کر ساباط میں ٹھہرا ہوا ہے۔ سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی' وہاں سے جواب آیا کہ لڑائی سے پہلے کچھ لوگ سفیر بن کر جائیں اور ان کو اسلام کی طرف رغبت دلائیں۔ سعدؓ نے سرداران قبائل میں سے چودہ نامور اشخاص منتخب کئے جو مختلف صفات کے لحاظ سے تمام عرب میں ممتاز تھے۔ عطارد بن حاجب' اشعث بن قیس' حارث بن حسان' عاصم بن عمر' عمرو بن معدی کرب' مغیرہ بن شعبہ' معنی بن حارثہ' قد و قامت اور ظاہری رعب و داب کے لحاظ سے تمام عرب میں مشہور تھے۔ نعمان بن مقرن' بسر بن ابی رہم' حملہ بن جوتیہ' حنظلہ بن الربیع التمیمی' فرات بن حیان العجلی' عدی بن سہیل' مغیرہ بن زرارہ' عقل و تدبیر اور جرم و سیاست میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

ساسانیوں کا پائے تخت قدیم زمانے میں اصطخر تھا لیکن نوشیروان نے مدائن کو دارالسلطنت قرار دیا تھا اور اسی وقت سے وہی پایہ تخت چلا آتا تھا' یہ مقام سعد کی فرودگاہ یعنی قادسیہ سے ۳۰۔۴۰ میل کے فاصلے پر تھا۔ سفراء گھوڑے اڑاتے ہوئے سیدھے مدائن پہنچے۔ راہ میں جدھر سے گزر ہوتا تھا' تماشائیوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی یہاں تک کہ آستانہ سلطنت کے قریب پہنچ کر ٹھہرے۔ اگرچہ ان کی ظاہری صورت یہ تھی کہ گھوڑوں پر زین اور ہاتھوں میں ہتھیار تک نہ تھا تاہم بیباکی اور دلیری ان کے چہروں سے ٹپکتی تھی اور تماشائیوں پر اِس کا اثر پڑتا تھا۔ گھوڑے جو سواری میں تھے رانوں سے نکلے جاتے تھے اور باربار زمین پر ٹاپ مارتے تھے' چنانچہ ٹاپوں کی آواز یزدگرد کے کان تک پہنچی اور اُس نے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے سفراء آئے ہیں یہ سن کر بڑے ساز و سامان سے دربار سجایا اور سفراء کو طلب کیا۔ یہ لوگ عربی جبے پہنے کاندھوں پر یمنی چادریں ڈالے' ہاتھوں میں کوڑے لئے' موزے چڑھائے دربار میں داخل ہوئے۔ پچھلے معرکوں نے تمام ایران میں عربوں کی دھاک بٹھادی تھی۔ یزدگرد نے سفیروں کو اِس شان سے دیکھا تو اُس پر ایک ہیبت طاری ہوئی۔

ایرانی عموماً ہر چیز سے فال لینے کے عادی تھے۔ یزدگرد نے پوچھا کہ عربی میں چادر کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا برد۔ اس نے (فارسی کے معنی کے لحاظ سے) کہا کہ "جہاں برد" پھر کوڑے کی عربی پوچھی۔ ان لوگوں نے کہا "سوط" وہ سوخت سمجھا اور بولا کہ "پارس راسوختند" ان بدفالیوں پر سارا دربار برہم ہوا جاتا تھا لیکن شاہی آداب کے لحاظ سے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ پھر سوال کیا کہ تم اس ملک میں کیوں آئے ہو؟ نعمان بن مقرن جو سرگروہ تھے جواب دینے کے لئے آگے بڑھے' پہلے مختصر طور پر اسلام کے حالات بیان کئے پھر کہا کہ ہم تمام دنیا کے سامنے دو چیزیں پیش کرتے ہیں جزیہ یا تلوار' یزدگرد نے کہا تم کو یاد نہیں کہ تمام دنیا میں تم سے زیادہ ذلیل اور بدبخت کوئی قوم نہ تھی' تم جب کبھی ہم سے سرکشی کرتے تھے تو سرحد کے زمینداروں کو حکم بھیج دیا جاتا تھا اور وہ تمہارا بل نکال دیتے تھے۔

اس پر سب نے سکوت کیا لیکن مغیرہ بن زرارہ ضبط نہ کر سکے اور اٹھ کر کہا کہ یہ لوگ (اپنے رفیقوں کی طرف اشارہ کرکے) روسائے عرب ہیں اور حلم و وقار کی وجہ سے بسیار گوئی نہیں کر سکتے' انہوں نے جو کچھ کہا یہی زیبا تھا۔ لیکن کہنے کے قابل باتیں رہ گئیں ان کو میں بیان کرتا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ ہم بدبخت اور گمراہ تھے' آپس میں کٹتے مرتے تھے' اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے لیکن خدائے تعالیٰ نے ہم پر ایک پیغمبر بھیجا جو حسب و نسب میں ہم سب سے ممتاز تھا۔ اول اول ہم نے اُس کی مخالفت کی وہ سچ کہتا تھا تو ہم جھٹلاتے تھے' وہ آگے بڑھتا تھا تو ہم پیچھے ہٹتے تھے لیکن رفتہ رفتہ اس کی باتوں نے دلوں میں اثر کیا وہ جو کچھ کہتا تھا خدا کے حکم سے کہتا تھا اور جو کچھ کرتا تھا' خدا کے حکم سے کرتا تھا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس مذہب کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرو۔ جو لوگ اسلام لائیں وہ حقوق میں تمہارے برابر ہیں جن کو اسلام سے انکار ہو اور جزیہ پر راضی ہوں وہ اسلام کی حمایت میں ہیں۔ جس کو دونوں باتوں سے انکار ہو' اس کے لئے تلوار ہے۔ یزدگرد غصے سے بیتاب ہو گیا اور کہا کہ اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی زندہ بچ کر نہ جاتا۔ یہ کہہ کر مٹی کا ٹوکرا منگوایا اور کہا تم میں سب سے معزز کون ہے؟ عاصم بن عمر نے بڑھ کر کہا "میں"۔ ملازموں نے ٹوکرا ان کے سر پر رکھ دیا۔ وہ گھوڑا اڑاتے ہوئے سعد کے پاس پہنچے کہ "فتح مبارک! دشمن نے اپنی زمین خود ہم کو دے دی"۔

اس واقعہ کے بعد کئی مہینے تک دونوں طرف سکوت رہا۔ رستم جو سلطنت فارس کی طرف سے اِس مہم پر مامور تھا' ساباط میں لشکر لئے پڑا تھا اور یزدگرد کی تاکید پر بھی لڑائی کو ٹالتا جاتا تھا۔ ادھر مسلمانوں کا یہ معمول تھا کہ آس پاس کے دیہات پر چڑھ جاتے تھے اور رسد کے لئے مویشی وغیرہ لوٹ لاتے تھے۔ اس عرصہ میں بعض بعض رئیس اُدھر سے اِدھر آگئے ان میں جوشن ماہ بھی تھا جو سرحد کی اخبار نویسی پر مامور تھا۔ اس حالت نے طول کھینچا تو رعایا جوق جوق یزدگرد کے پاس پہنچ کر فریادی ہوئی کہ اب ہماری حفاظت کی جائے ورنہ ہم اہل عرب کے مطیع ہوئے جاتے ہیں' چار و ناچار رستم کو مقابلے کے لئے بڑھنا پڑا۔ ساٹھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ ساباط سے نکلا اور قادسیہ پہنچ کر ڈیرے ڈالے لیکن فوج جن جن مقامات سے گزری ہر جگہ نہایت بے اعتدالیاں کیں' تمام افسر شراب پی کر بدمستیاں کرتے تھے اور لوگوں کے ناموس تک کا لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ اِن باتوں نے عام ملک میں یہ خیال پھیلا دیا کہ سلطنت عجم اب فنا ہوتی نظر آتی ہے۔

رستم کی فوجیں جس دن ساباط سے آگے بڑھیں سعد نے ہر طرف جاسوس پھیلا دیئے کہ دم دم کی خبریں پہنچتی رہیں۔ فوج کا رنگ ڈھنگ' لشکر کی ترتیب' پڑاؤ کا رخ' ان باتوں کے دریافت کے لئے فوجی افسر متعین کئے۔ اس

میں کبھی کبھی دشمن کا سامنا بھی ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ رات کے وقت رستم کے لشکر میں لباس بدل کر گئے' ایک جگہ بیش بہا گھوڑا تھان پر بندھا دیکھا' تلوار سے باگ ڈور کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ ڈور سے اٹکا لی' اس عرصہ میں لوگ جاگ اٹھے اور ان کا تعاقب کیا۔ گھوڑے کا سوار ایک مشہور افسر تھا اور ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ اس نے قریب پہنچ کر برچھی کا وار کیا انہوں نے خالی دیا۔ وہ زمین پر گرا انہوں نے جھک کر برچھی ماری کہ سینے کے پار ہو گئی۔ اس کے ساتھ دو سوار تھے ان میں سے ایک ان کے ہاتھ سے مارا گیا اور دوسرے نے اس شرط پر امان طلب کی کہ میں قیدی بن کر ساتھ چلتا ہوں۔ اتنے میں تمام فوج میں ہلچل مچ گئی اور لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے لیکن طلیحہ لڑتے بھڑتے صاف نکل آئے اور ساٹھ ہزار کی فوج دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ قیدی نے سعدؓ کے سامنے آ کر اسلام قبول کیا اور کہا کہ دونوں سوار جو طلیحہ کے ہاتھ سے مارے گئے میرے ابن عم (چچازاد) تھے اور ہزار ہزار سوار کے برابر مانے جاتے تھے۔ اسلام کے بعد قیدی کا نام مسلم رکھا گیا اور اس کی وجہ سے دشمن کی فوج کے بہت سے ایسے حالات معلوم ہوئے جو اور کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتے تھے' وہ بعد کے تمام معرکوں میں شریک رہا اور ہر موقع پر ثابت قدمی اور جانبازی کے جوہر دکھائے۔

رستم چونکہ لڑنے سے جی چراتا تھا' ایک دفعہ اور صلح کی کوشش کی۔ سعدؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا کوئی معتمد آدمی آئے تو صلح کے متعلق گفتگو کی جائے۔ سعدؓ نے ربعی بن عامر کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ عجیب و غریب ہیئت سے چلے۔ عرق گیر کی زرہ بنائی اور رسی کا ایک ٹکڑا سر سے لپیٹ لیا۔ کمر میں رسی کا پٹکا باندھا اور تلوار کے میان پر چیتھڑے لپیٹ لئے' اس ہیئت کذائی سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے۔ ادھر ایرانیوں نے بڑے ساز و سامان سے دربار سجایا۔ دیبا کا فرش' زریں گاؤ تکئے' حریر کے پردے' صدر میں مرصع تخت' ربعی فرش کے قریب آ کر گھوڑے سے اترے اور باگ ڈور کو گاؤ تکئے سے اٹکا دیا۔

درباری بے پروائی کی ادا سے اگرچہ کچھ نہ بولے تاہم دستور کے موافق ہتھیار رکھوا لینا چاہا۔ انہوں نے کہا میں بلایا ہوا آیا ہوں تم کو اس طرح میرا آنا منظور نہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ درباریوں نے رستم سے عرض کی اس نے اجازت دی۔ یہ نہایت بے پروائی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت کی طرف بڑھے لیکن برچھی جس سے عصا کا کام لیا گیا تھا اس کی انی کو اس طرح فرش میں چبھوتے جاتے تھے کہ پر تکلف فرش اور قالین' جو بچھے ہوئے تھے جا بجا سے کٹ پھٹ کر بیکار ہو گئے۔ تخت کے قریب پہنچ کر زمین پر نیزہ مارا جو فرش کو آر پار کر کے زمین میں گڑ گیا۔ رستم نے پوچھا کہ "اس ملک میں کیوں آئے ہو؟" انہوں نے کہا۔ "اس لئے کہ مخلوق کی بجائے خالق کی عبادت کی جائے اور لوگوں کو بادشاہوں کے ظلم سے نجات دلا کر اسلام کے نظام عدل کے زیر سایہ لایا جائے"۔ رستم نے کہا "میں ارکان سلطنت سے مشورہ کر کے جواب دوں گا"۔ درباری بار بار ربعی کے پاس آ کر ان کے ہتھیار دیکھتے اور کہتے اسی سامان پر ایران کی فتح کا ارادہ ہے؟ لیکن جب ربعی نے تلوار میان سے نکالی تو آنکھوں میں بجلی کوند سی گئی اور جب اس کے کاٹ کی آزمائش کے لئے ڈھالیں پیش کی گئیں تو ربعی نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ ربعی اس وقت چلے آئے لیکن نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رہا۔

اخیر سفارت میں مغیرہ گئے' اس دن ایرانیوں نے بڑے ٹھاٹھ سے دربار جمایا۔ جس قدر ندیم اور افسر تھے تاج پہن کر کرسیوں پر بیٹھے' خیمے میں دیبا و سنجاب کا فرش بچھایا گیا اور خدام اور منصب دار قرینے سے دو رویہ پرے جما کر کھڑے ہوئے۔ مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے صدر کی طرف بڑھے اور رستم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ اس گستاخی پر تمام دربار برہم ہو گیا یہاں تک کہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

"قرآن خوانی"

شیدا رحمانی

بن غور و تدبر' قرآں کی گردان کا فیضاں کیا ہو گا؟
اس وادی کا دشوار سفر ظلمات میں آساں کیا ہو گا؟

قرآں کی تلاوت جاری ہے محرومِ مطالب قاری ہے
اِس طرز عمل سے ملت کی تعمیر کا ساماں کیا ہو گا؟

جب اپنی عبادت گاہیں بھی رنگیں ہوں مسلماں کے خوں سے
پھر خونِ مسلماں دنیا میں اِس نرخ سے ارزاں کیا ہو گا؟

آمرین سے ہٹ کر اُمت کی تفریق تہتر فرقوں میں
اب اِس سے زیادہ ملت کا شیرازہ پریشاں کیا ہو گا؟

قرآں کے مقاصد سے دوری اور منکر سے اُلفت ہی رہی
پھر قاریٔ قرآں تُو ہی بتا اِس درد کا درماں کیا ہو گا؟

محرومِ نمو ہر ڈالی ہے اور محوِ تغافل مالی ہے
"ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہو گا؟"

ایفا کی بجائے حرص و ہوس غافل ہی رہے پچاس برس
اِس پاک وطن کی اے ہمدم تخریب کا ساماں کیا ہو گا؟

شمشیر و سناں کے بدلے میں طاؤس و رباب و رقص و غنا!
اِس عیش و تجمل سے شیدا ابلیس ہراساں کیا ہو گا؟

اپریل فول

ایک غیر معقول اور قابل مذمت رسم جو حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی یادگار ہے؟

مولانا تقی عثمانی کی ایک چشم کشا تحریر

مغرب کی بے سوچے سمجھے تقلید کے شوق نے ہمارے معاشرے میں جن رسموں کو رواج دیا انہی میں سے ایک "اپریل فول" منانے کی رسم بھی ہے۔ اس رسم کے تحت یکم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر دھوکہ دینا اور دھوکہ دے کر کسی کو بیوقوف بنانا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے ایک کمال قرار دیا جاتا ہے۔ جو شخص جتنی صفائی اور چابکدستی سے دوسرے کو جتنا بڑا دھوکہ دے اتنا ہی اسے قابل تعریف اور یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ یہ مذاق جسے درحقیقت "بدمذاقی" کہنا چاہئے نہ جانے کتنے افراد کو بلاوجہ جانی اور مالی نقصان پہنچا چکا ہے بلکہ اس کے نتیجے میں بعض اوقات لوگوں کی جانیں چلی گئیں ہیں کہ انہیں کسی ایسے صدمے کی جھوٹی خبر سنادی گئی جسے سننے کی وہ تاب نہ لاسکے اور جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ رسم جس کی بنیاد جھوٹ اور کسی بے گناہ کو بلاوجہ بے وقوف بنانے کی ہے' اخلاقی اعتبار سے تو جیسی کچھ ہے ظاہر ہی ہے لیکن اس کا تاریخی پہلو بھی ان لوگوں کے لئے انتہائی شرمناک ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے تقدس پر کسی بھی اعتبار سے ایمان رکھتے ہیں۔

اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں۔ بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا۔ اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی Venus کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے۔ Venus کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا تھا اور شاید اسی یونانی نام سے اپریل کا نام رکھ دیا گیا۔ (برٹانیکا ج ۸' ص ۲۹' ایڈیشن ۱۵)۔ برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ۳۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلی آنی شروع ہو جاتی ہے اس تبدیلی کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ لہٰذا لوگوں نے بھی ایک دوسرے کو بیوقوف بنانا شروع کر دیا (برٹانیکا' ج ۱' ص ۴۹۶)۔ ایک تیسری وجہ انسائیکلوپیڈیا لاروس نے بیان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کے متعلق لوقا کی انجیل میں ہے "اور جو آدمی اسے (مسیحؑ) کو گرفتار کئے ہوئے تھے' اس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے' اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (الہام) سے بتا کہ تجھ کو کس نے مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی باتیں اس کے خلاف کرتے۔"

(لوقا باب ۲۲' ص ۶۳' ۶۵)

انجیلوں میں ہے کہ پہلے عیسیٰؑ کو یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ وہاں فیصلہ ہو پھر پیلاطس نے انہیں ہیرو ڈیس کی عدالت میں بھیج دیا اور آخر کار ہیرو ڈیس نے دوبارہ فیصلے کیلئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیجا۔ لاروس کے بقول حضرت عیسیٰؑ کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد ان کے ساتھ مذاق کرنا اور تکلیف پہنچانا تھا۔ چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا۔ اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی واقعے کی یادگار ہے۔ اپریل فول کے تحت جس شخص کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اسے فرانسیسی زبان میں (Poissond avril) اپریل کی مچھلی کہا جاتا ہے۔ (برٹانیکا' ج ۱' ص ۴۹۶) گویا جس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی' لیکن لاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ "Posion" کا لفظ دراصل ایک اور لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی "تکلیف پہنچانے" اور "عذاب دینے" کے ہوتے ہیں۔ یعنی یہ رسم درحقیقت اس اذیت کی یاد دلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو پہنچائی گئی تھی۔ ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل (Pois son) کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے جس کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ' مسیح' اللہ' بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں (عربی انسائیکلوپیڈیا' از فرید وجدی' دائرہ المعارف القرآن' ج ۱ ص ۲۱' ۲۲) گو اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار ہے۔ لاروس نے اس کو بڑے وثوق کے ساتھ درست قرار دیا ہے اور اس کے شواہد پیش کئے ہیں اس سے یہی گمان غالب ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی۔ اور اس کا منشاء حضرت عیسیٰؑ کی تضحیک ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواہ اپریل فول کی رسم (Venus) دیوی سے منسوب ہو یا معاذ اللہ "قدرت کے مذاق" کا ردعمل کہا جائے یا حضرت عیسیٰؑ کے مذاق اڑانے کی طرف منسوب کی جائے' ہر صورت میں اس کا رشتہ کسی نہ کسی توہم پرستی' گستاخانہ نظریئے اور واقعے سے جڑا ہوا ہے اور مسلمانوں کے نقطہ نظر سے اس میں مندرجہ ذیل گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (1) جھوٹ (2) دھوکہ (3) دوسرے کو تکلیف پہنچانا۔ اللہ ہمیں اپنے دین پر مکمل عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعائے صحت کی اپیل

ہمارے بزرگ خطیب مولانا محمد واصل صدیقی صاحب دمے کی بیماری میں عرصہ دو ماہ سے بیمار ہیں۔ اب مرض کی شدت کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مرسلہ : محمد صادق بھٹی' ڈیرہ اسماعیل خان

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

طالبان نے اسلامی کیلنڈر رائج کر دیا

افغانستان میں شمسی کیلنڈر ترک کر کے اسلامی کیلنڈر جاری کر دیا گیا ہے جس کے تحت اب طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں قمری تاریخوں کے حساب سے مہینے کا شمار کیا جائے گا۔ کابل سے طالبان کے وائس آف شریعت ریڈیو کے مطابق افغانستان میں اسلامی کیلنڈر رائج کرنے کا فیصلہ طالبان تحریک اور افغانستان حکومت کے سربراہ ملا محمد عمر کے حکم پر کیا گیا ہے۔

امریکہ کی ایک عدالت کے فیصلہ کے مطابق ہم قرضوں کی ادائیگی سے انکار کرسکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں تقریباً 500 ارب روپے کی بے نام دولت موجود ہے

قومی قرضوں سے نجات کے دو طریقے

سابق مشیر اعلیٰ اقتصادیات اقوام متحدہ' جناب کے ایم اعظم کی فکر انگیز تحریر

چند روز ہوئے ہمارے ملک کے ایک محترم دانشور نے ہمارے 32 ارب ڈالر کے بیرونی قرضوں کی عدم ادائیگی یا ان کو موخر کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ دراصل ہمارا مسئلہ ان قرضوں کو موخر کرنے سے حل نہیں ہوگا' بلکہ مسئلہ ان سے کلی نجات کا ہے۔ ہمارے 1200 ارب روپے کے اندرونی قرضے بھی ہیں' ان سے بھی کلی نجات بہت ضروری ہے۔ کثیر اندرونی قرضوں کا بوجھ بھی معیشت کے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے بوجھ سے بچتوں اور سرمایہ کاری میں کمی ہوجاتی ہے اور آخرکار مالیاتی پالیسی اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔ ہمارا موجودہ بیرونی اور اندرونی قرضہ 2500 ارب روپے ہے' یعنی تقریباً ہماری سالانہ قومی پیداوار کے برابر' مزید براں ہمارے اندرونی قرضہ کی ادائیگی نہیں کی جارہی اس پر صرف سود ہی ادا کیا جاتا ہے۔ جو بات تشویش ناک ہے وہ ان قرضوں پر سود کی بڑھتی شرح ہے جس کی وجہ سے ہماری سالانہ ادائیگی میں سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے مثلاً ہمارے اندرونی قرضہ پر سالانہ سود 96-1995ء میں 98 ارب روپیہ تھا جو 97-1996ء میں بڑھ کر 116 ارب روپیہ ہوگیا اور 98-1997ء میں 154 ارب روپے یعنی ان تین سالوں میں 57 فیصد بڑھ گیا۔ ہمارے بیرونی قرضوں پر سود اور سالانہ ادائیگی 96-1995ء میں 67 ارب روپے تھی جو کہ بڑھ کر 97-1996ء میں 83 ارب روپے ہوگئی اور 98-1997ء میں 94 ارب روپے یعنی ان تین سالوں میں 40 فیصد بڑھ گئی۔ اس طرح ہمارے کل قومی قرضے پر سالانہ ادائیگی 96-1995ء میں 165 ارب روپے تھی جو 97-1996ء میں بڑھ کر 199 ارب روپے ہوگئی اور 98-1997ء میں 248 ارب روپے جو کہ ان سالوں کے وفاقی مزانیہ کا ترتیب وار 37 فیصد' 14 فیصد' اور 45 فیصد ہے۔ موزانہ کے طور پر 98-1997ء کا وفاقی خرچہ 134 ارب روپے ہے یعنی قرضہ جات پر سالانہ ادائیگی کا 54 فیصد۔ اگر ہم ان قرضوں سے کلی طور پر نجات حاصل کرلیں تو ہمارے سالانہ میزانیوں میں قرضوں پر سالانہ ادائیگیوں کا بھاری بوجھ یک لخت ختم ہوجائے گا۔ اس طرح مثال کے طور پر ہمارا 98-1997ء کا وفاقی بجٹ 552 ارب روپے سے سمٹ کر صرف 304 ارب روپے رہ جائے گا۔ جبکہ اس سال کی وفاقی مالی وصولیات 326 ارب روپے ہیں یعنی ہمارے میزانیہ میں 22 ارب روپے کی رقم فاضل ہوجائے گی۔ قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ناجائز اور حرام طریقوں سے کمائی ہوئی ساری کی ساری دولت بحق سرکار ضبط کرلی جائے۔ ایسے سارے مال یعنی اموال فاضلہ کو ضبط کرنے کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ میں پچھلے کئی سالوں کے دوران حکومتوں کی توجہ اپنے چھ نکاتی پلان کی طرف مبذول کراتا رہا ہوں' جس پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں ہمارے ملک کا بہت بڑا خسارہ چند ماہ ہی میں ایک بہت بڑی بچت میں تبدیل ہوجائے گا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے بیرونی قرضہ کو بین الاقوامی قانون کے تحت ناگوار قرضہ قرار دیتے ہوئے اس کی ادائیگی سے سرا سر انکار کردیں۔ بہرحال پہلا طریقہ کہیں بہتر ہے کیونکہ اس کے تحت ہم کسی ملک کو ناراض کئے بغیر نہ صرف اپنا پورے کا پورا قرضہ اتار دیتے ہیں بلکہ آئندہ سالوں کے لئے ایک فاضل سرمایہ والا ملک بن جاتے ہیں۔

میرا چھ نکاتی پلان مندرجہ ذیل ہے۔

1) ایک ماہرانہ اندازہ کے مطابق ہمارے شہریوں کی رشوت اور ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی 86 ارب ڈالر کی کثیر دولت باہر کے بنکوں میں پڑی ہوئی ہے' جسے کئی ایک طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس رقم سے ہم نہ صرف 2500 ارب روپے کا بیرونی اور اندرونی قرضہ یک لخت اتار سکتے ہیں۔ بلکہ مزید ایک ہزار ارب روپے (24 ارب ڈالر) کا فاضل سرمایہ بھی پیدا کرسکتے ہیں۔

2) ایک محتاط اندازے کے مطابق ہمارے اس وطن عزیز میں تقریباً 1500 ارب روپے کی ناجائز بے نامی دولت مکانوں اور پلازوں' صنعتی اداروں اور زرعی املاک کی شکل میں موجود ہے' جو بڑی آسانی سے بحق سرکار ضبط کی جاسکتی ہے۔

3) ایک باوثوق ماہرانہ اندازے کے مطابق ہمارے قومی اثاثوں کی کل مالیت 1200 سے 1600 ارب روپے (30 سے 40 ارب ڈالر) ہے' ان اثاثوں میں ہم صرف وہ یونٹ جو کہ حتمی طور پر غیر منافع بخش ہیں فروخت کرسکتے ہیں' ایسے اثاثوں کی مالیت 500 سے 600 ارب روپے ہے۔ ان اثاثوں کی فروخت کا طریق کار دانشمندانہ اور شفاف ہونا چاہئے۔ ان کے علاوہ 600 سے 1100 ارب کے قومی اثاثے ہمیں ماہرانہ اور ایماندار انتظامیہ کے ذریعے منافع اور قومی خدمت کے لئے چلانے چاہئیں۔ ہمیں چاہئے کہ پچھلے ایام میں جو بھی غیر دانشمندانہ اور نقصان دہ طریق کار سے کئی ایک قومی اثاثے ہم نے اونے پونے فروخت کر ڈالے ہیں' ان کی بیع کو منسوخ کرکے ان کو دوبارہ قومی تحویل میں لے لیں۔ مثال کے طور پر کوٹ ادو کا بجلی گھر جس طریقہ کار اور معاہدہ کے تحت ہم نے فروخت کیا ہے اس سے واپڈا کو 17 ارب روپے سالانہ کا نقصان ہوگا جبکہ بالواسطہ قومی نقصانات اس سے کہیں زیادہ ہوں گے۔ بے شک ہمارا غیر دانشمندانہ اور بے ایمانی پر مبنی فروخت کا طریقہ کار ہماری معیشت کو کھوکھلا کرکے ہمارے سیاسی اقتدار اور دفاعی استعداد کو بے وقعت بنادے گا۔

4) بنکوں کے تمام قرضے جن میں واجب الادا یا معاف کئے جانے والے قرضے شامل ہیں تقریباً 140 ارب روپے پر مشتمل ہے' انہیں فوری طور پر وصول کیا جانا چاہئے۔

5) یہ بتایا جاتا ہے کہ غلط حسابی روایات کی وجہ سے قومی تحویل میں لے جانے والے بنکوں اور مالیاتی اداروں کے کھاتوں میں بھاری رقوم مخفی ہیں۔ ان رقوم کو قومی ریزرو فنڈ میں منتقل کردیا جانا چاہئے۔

6) آئندہ چند برسوں میں ہمیں اپنے ترقیاتی اخراجات محدود کردینے چاہئے اور صرف عملی افادیت کے حامل لازمی منصوبوں کو دیانتداری اور اہلیت سے عملی جامہ پہنانا چاہئے' جس سے 50 ارب روپے سالانہ کی بچت ہوسکے گی۔ (یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت پانچ فیصد سے بھی کم منصوبہ جاتی اور غیر منصوبہ جاتی امداد بطور عطیات کے دی جاتی ہے) اس قدم سے آئندہ پانچ سالوں میں 250 ارب روپے کی رقم بچ جائے گی۔

مندرجہ بالا اقدامات پر عمل کرنے سے ہمارے پاس 3500 ارب روپے کا فاضل سرمایہ جمع ہوجائے گا جو کہ

مالیت کے لحاظ سے گیارہ سالانہ میزانیوں کے برابر ہے۔ یہ چھ اقدام ہماری قوم کو مالی اعتبار سے طاقت ور اور اقتصادی طور پر آزاد بنا دیں گے۔ مگر بہرحال ہمیں سرکاری اخراجات میں سخت بچت کرتے ہوئے تمام فضول اخراجات کو ختم کر دینا چاہئے تاکہ قومی بچتوں اور سرمایہ کاری میں اضافہ اور ہمارا ملک چند سالوں میں خود کار ترقی' ٹیکنالوجی کی وسعت اور مسلسل خوشحالی کے دور میں داخل ہو جائے گا۔

(ب) ناگوار قرضے :

ناگوار قرضوں کا تصور انیسویں صدی کے آخیر میں منظر عام پر نمودار ہوا جن دنوں کیوبا زوال پذیر ہسپانوی فرمانروائی کا حصہ تھا۔ کیوبا کے لوگوں نے سلطنت ہسپانیہ کے خلاف آزادی کی جدوجہد شروع کر دی تھی' جس کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی پشت پناہی حاصل تھی۔ 1898ء کے اوائل میں ہوانا کی بندرگاہ میں ایک دھماکہ کی وجہ سے ایک امریکی بحری جہاز غرق ہو گیا۔ امریکہ نے سپین کو اس حادثہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے اس کے خلاف جنگ میں قدم رکھ دیا۔ اس جنگ میں سپین نے شکست کھانے کے بعد امریکہ سے مطالبہ کیا کیونکہ وہ اب کیوبا کا حکمران ہے' اس لئے وہ اس کے قرضوں کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ سپین کا یہ مطالبہ بین الاقوامی قانون کے اس اصول پر مبنی تھا جو کسی ریاست کی ذمہ داریوں کے لئے وقتی حکومتوں کی بجائے اس کی زمین اور لوگوں کو جواب دہ قرار دیتا ہے۔ امریکہ نے اس قانونی اصول کی مخالفت کرتے ہوئے یہ استدلال اپنایا کہ یہ قرضہ نہ تو کیوبا کے لوگوں کی مرضی سے لیا گیا تھا اور نہ ہی ان کے لئے فائدہ مند تھا۔ درحقیقت یہ ان بنیادی ناانصافیوں کا حصہ تھا جن کے خلاف کیوبا کے شہریوں نے اپنی جدوجہد شروع کی تھی۔ دونوں فریق اپنے اپنے نقطہ نظر پر ڈٹے رہے اور امریکہ نے اس قرضہ کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری ماننے سے انکار کر دیا اور اس طرح معاملہ بین الاقوامی قانون کے لئے بڑا متنازعہ مسئلہ بن گیا۔ اس مسئلہ کے خدوخال امپیریل روس کے ایک سابقہ وزیر الیگزینڈر ناحوم سیک نے سنوارے جو کہ بولشوائی انقلاب کے بعد پیرس یونیورسٹی میں قانون کا پروفیسر مقرر ہو گیا تھا۔ پروفیسر سیک نے قومی قرضہ اور ناگوار قرضہ میں فرق کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا کہ بے شک قومی قرضہ کی ادائیگی کے ذمہ دار ریاست کا علاقہ اور اس میں رہنے والے لوگ ہوتے ہیں نہ کہ ان کی بدلتی ہوئی حکومتیں۔ اس کے برعکس ناگوار قرضے وہ ہوتے ہیں جو لوگوں کی مرضی کے بغیر ان کے مفادات کے خلاف حاصل کئے گئے ہوں اور قانونی طور پر ایسے قرضوں کی ادائیگی کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔ اس قانونی رائے کی توثیق امریکہ کی سپریم کورٹ نے 1923ء میں برطانیہ بنام کوسٹاریکا کے مقدمہ میں کر دی' یہ مقدمہ برطانیہ نے دائر کیا تھا کیونکہ کوسٹاریکا ایک برطانوی آئل کمپنی کا قرضہ ادا کرنے سے انکار کر رہا تھا۔ کوسٹاریکا کی دلیل یہ تھی کہ یہ قرضہ اس کے ایک سابق ڈکٹیٹر صدر ٹنوکو نے برطانوی آئل فرم سے لیا تھا' جس کو اس نے تیل نکالنے کی اجارہ داری دی تھی۔ جس کی اجازت صرف کانگرس سے لی گئی تھی' جبکہ قانوناً یہ اجازت سینٹ سے بھی حاصل کرنا لازمی تھی۔ صدر ٹنوکو کی برطرفی کے بعد کوسٹاریکا کی حکومت نے یہ معاہدہ "خارج از اختیار" قرار دیتے ہوئے معطل کر دیا اور امریکی سپریم کورٹ نے اپنا فیصلہ کوسٹاریکا کی نئی حکومت کے حق میں دے دیا۔ اب جبکہ دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور ملک کی اپنی ہی عدالت عالیہ یہ فیصلہ دے چکی ہے' تو تیسری دنیا کے غریب ممالک کو جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ چاہئے کہ وہ ایسے سب قرضوں جو ان کے حکمرانوں نے اپنی خاندانی دولت جمع کرنے یا بے کس شہریوں کے انسانی حقوق سلب کرنے کے استعمال کئے ہوں' کی ادائیگی سے انکار مطلق کر دیں۔

(بشکریہ : نوائے وقت)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ حکومت نفاذ شریعت کا پختہ ارادہ رکھتی ہے' علماء تعاون کریں۔ (صدر تارڑ)

✪ تارڑ صاحب! قوم پہلے بھی گیارہ سال انتظار میں گزار چکی ہے۔

☆ برسر اقتدار آکر خلفاء راشدین کا نظام نافذ کریں گے۔ (قاضی حسین احمد)

✪ محترم قاضی صاحب! "نو من تیل" کیسے فراہم ہو گا؟

☆ عوامی اتحاد نے ۱۶ نکاتی اسلامک سوشل آرڈر جاری کر دیا۔ (ایک خبر)

✪ مگر بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا!!

☆ ادارہ منہاج القرآن میں بے نظیر کی آمد پر "وزیراعظم بے نظیر" کے نعرے۔ (ایک خبر)

✪ "چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

☆ بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کا بھارتی فوج کو ایٹمی ہتھیاروں سے لیس کرنے کا اعلان

✪ بغل میں چھری منہ میں آگ' رام راج' رام راج

☆ کوئی کشمیر پر سودے بازی کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ (گوہر ایوب)

✪ اس لئے کہ ہم ہنسی خوشی ہر قسم کا "مک مکا" کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

☆ بے نظیر چوروں کے ٹولے کی سربراہ ہیں' انہیں ہر کوئی کرپٹ نظر آتا ہے۔ (شہباز شریف)

✪ میاں صاحب غالباً "علی بابا چالیس چور" والی بات کہنا چاہتے ہیں۔

☆ ضلع وہاڑی تھانہ کرم آباد میں چھاپہ مارنے والے سول ججوں پر پولیس کا تشدد۔ (ایک خبر)

✪ "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"۔

☆ پارٹی سے اختلافات کی صورت میں رکن پارلیمنٹ کو استعفاء دینا چاہئے۔ (سپریم کورٹ)

✪ مشورہ نیک ہے مگر اسے مانے گا کون؟

☆ عید قربان کے بعد "شریفوں" کی ٹرائیکا ختم ہو جائے گی۔ (حافظ حسین احمد)

✪ گویا اس مرتبہ شرافت قربان ہو جائے گی۔

☆ علامہ طاہر القادری کی پریس کانفرنس میں نصر اللہ اونگھتے رہے اور حامد ناصر چٹھہ بار بار اپنی گھڑی دیکھتے رہے۔ (ایک خبر)

✪ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں' ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

فحاشی و عریانی کے خلاف تنظیم اسلامی کراچی کا مظاہرہ

"پاکستان کا مطلب کیا' لا الٰہ الا اللہ" کے نعرے کی بنیاد پر قائم ہونے والی مملکت خداداد میں اگر نظام خلافت قائم ہو جاتا تو اس کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت کی بنیادی ذمہ داری امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا لیکن افسوس کہ اس مملکت کی سیاست پر اول دن سے ہی جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور نوکر شاہی کا تسلط رہا۔ اس ٹرائیکا نے نہ صرف اپنی بنیادی ذمہ داری سے غفلت برتی بلکہ اس کے برعکس عریانی وفحاشی کو سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اپنی سرپرستی میں فروغ دیا۔ اس کا یہ فطری نتیجہ نکلا کہ نجی اداروں کے تحت شائع ہونے والے اخبارات و جرائد نے بھی یہی راہ اختیار کی اور آج وطن عزیز عریانی وفحاشی کے "سیلاب بلا" میں گرفتار ہے۔ تنظیم اسلامی چونکہ نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد میں مصروف ہے لہٰذا وطن عزیز کو اس سیلاب کی زد سے بچانا اپنا فریضہ سمجھتی ہے' لہٰذا اس سلسلہ میں تنظیم اسلامی کراچی کی جانب سے ایک مظاہرہ کا پروگرام طے کیا گیا۔

۱۴/ مارچ کو رفقاء شاہین کمپلکس کے سامنے جمع ہوئے۔ مظاہرہ کے ناظم جناب نوید عمر نے رفقاء کو ضروری ہدایات دیں۔ اس کے بعد رفقاء نے قریبی مسجد "الحبیب" میں نماز ظہر ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد رفقاء نے بینرز سنبھال لئے۔ بینرز میں مختلف عبارتیں درج تھیں جن میں "حکمرانو! تمہارا کام نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ہے عریانی وفحاشی کی سرپرستی کرنا نہیں" "بے حیائی کو فیشن کا نام دینا شیطان کے ایجنٹوں کا کام ہے" "آزادی نسواں کے نام پر عورتوں کے وقار کو خاک میں نہ ملاؤ" وغیرہ شامل تھیں۔ چند رفقاء نے ہینڈبل تقسیم کرنا شروع کیا۔ پروگرام کے مطابق ہمیں مارچ کر کے "چیف منسٹر ہاؤس" جانا تھا جہاں وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی کو ایک تحریری یادداشت پیش کرنی تھی۔ "اڑنے بھی نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے" کے بموجب ابھی ہم نے مارچ شروع کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ پولیس افسران مع ایس ڈی ایم پریڈی تھانہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے ہم سے درخواست کی کہ آپ لوگ چیف منسٹر ہاؤس کی جانب نہ جائیں جو سول لائنز تھانے کے حدود میں ہے ورنہ ہماری نوکریاں خطرے میں پڑ جائیں گی کیونکہ ہمیں حکم ہے کہ کوئی جلوس ہمارے علاقے سے سول لائنز تھانے کے حدود میں نہ جائے۔ امیر حلقہ محمد نسیم الدین نے بتایا کہ ہمارا یہ مظاہرہ انتہائی پرامن انداز میں جائے گا اور وزیر اعلیٰ سندھ کی خدمت میں یادداشت پیش کرے گا تاہم وہ کسی طرح اس پر آمادہ نہ ہوئے آخر میں یہ طے پایا کہ رفقاء مارچ کرتے ہوئے پریس کلب پہنچیں اور محمد نسیم الدین' اختر ندیم اور عبداللطیف عقیلی صاحبان پر مشتمل ایک وفد وزیر اعلیٰ ہاؤس جائے جہاں انہیں یادداشت پیش کی جائے۔ لہٰذا مارچ کرتے ہوئے رفقاء پریس کلب کی جانب چل دیئے۔ آگے آگے سوزوکی پر جلال الدین اکبر' یونس واجد اور عامر خان صاحبان مائک کے ذریعے عریانی وفحاشی کے خلاف آواز بلند کرتے رہے۔ پریس کلب کے سامنے پہنچ کر ہم تھوڑی دیر تک بینرز کے ذریعے خاموش مظاہرہ میں مصروف رہے۔ نوید عمر اور راقم پریس کلب کے صدر جناب محمد غوری صاحب سے ملے اور ان کی خدمت میں وزیر کو پیش کی جانے والی یادداشت کی نقل پیش کی۔ آخر میں محترم انجینئر نوید احمد نے بڑی دلسوزی کے ساتھ عریانی وفحاشی کی قباحتوں کے بارے میں مختصر خطاب کیا۔ بعد ازاں تمام رفقاء واپس مسجد الحبیب آئے جہاں انہوں نے مغرب کی نماز ادا کی ۔ اسی اثناء میں محمد نسیم الدین صاحب مع دیگر ساتھیوں کے واپس تشریف لا چکے تھے' پتہ چلا کہ وزیر اعلیٰ کی غیر موجودگی کی بناء پر یادداشت ان کے مشیر جناب حفیظ الرحمٰن صاحب کے حوالے کی گئی۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

ایبٹ آباد میں دفتر تنظیم اسلامی کا افتتاح

یکم مارچ کو ناظم حلقہ شمس الحق اعوان صاحب اور نائب ناظم محمد طفیل گوندل صاحب کو ایبٹ آباد کے رفقاء نے مدعو کیا تھا کہ وہ ایبٹ آباد تشریف لا کر دفتر کا افتتاح کریں اور رفقاء واحباب سے خطاب بھی کریں۔ ناظم حلقہ قبل از وقت ہی ایبٹ آباد تشریف لے آئے۔ ٹھیک گیارہ بجے اس افتتاحی تقریب کا آغاز راقم نے سورہ عصر کی تلاوت و ترجمہ سے کیا۔ اولاً تعارفی نشست ہوئی جس میں ناظمین حلقہ' رفقاء تنظیم اور احباب نے فرداً فرداً اپنا تعارف کروایا۔ تعارفی نشست کے بعد جناب شمس الحق اعوان صاحب نے سورہ توبہ ۱۱۲-۱۱۱ کے حوالے سے کہا کہ بندہ مؤمن پر اللہ کی ذات پر ایمان لانے کے بعد لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کلیتاً اللہ کے حوالے کر دے اور اللہ کی منشاء کے مطابق زندگی بسر کرے' اس کا مقصود یہ ہو کہ وہ اللہ اور اس کے کلمے کو بلند کرنے کی خاطر اپنی جان قربان کر دے۔ حضورؐ نے خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائیں ؎

شہادت ہے مقصود ومطلوب مؤمن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

لہٰذا ہر بندہ مؤمن کو اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے لیکن اس سے قبل ضروری ہے کہ وہ بندگی رب کا فریضہ سرانجام دیتا رہے۔ اس کے قول وفعل سے معلوم ہو کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اللہ کے دین کی دعوت دے۔ تیسرا فرض یہ ہے کہ اللہ کی بندگی والا نظام قائم کرنے کے لئے اپنی توانائیاں اور مال لگا دے۔ بعد ازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ آخر میں تمام احباب کا شکریہ ادا کیا گیا اور دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ احباب کی چائے سے تواضع کی گئی۔ ناظم حلقہ نے رفقاء' نقباء کو انتظامی امور سے بھی آگاہ کیا۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام ہفتہ وار درس قرآن

تنظیم اسلامی اُسرہ گوجر خان نے ہفتہ وار درس قرآن پاک کے پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ ابو ظبی سے تشریف لائے ہوئے جناب مشتاق حسین صاحب جمعۃ المبارک کو بعد از نماز عشاء درس قرآن دیتے ہیں۔ گزشتہ جمعۃ المبارک کو انہوں نے اپنے درس میں قیامت کے حالات و واقعات کو موضوع سخن بنایا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں اللہ نے قیامت کی بڑی واضح تصویر بیان کی ہے یعنی اُس دن صور پھونکا جائے گا' آسمان پھٹ جائے گا' زمین چپٹی کر دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کی تمام چیزیں باہر نکال دے گی۔ پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ ہر کسی کو اپنی پڑی ہو گی کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ اس دن کسی کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس دن کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی' چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور برائی سامنے لائی جائے گی۔

اپنے درس میں انہوں نے کہا کہ ہمیں انہیں خطوط پر اپنی زندگی گزارنی ہے جس کی نشاندہی اللہ اور اس کے رسولؐ نے کی ہے۔ آج ہمارا معاشرہ بگڑا ہوا ہے۔ چاروں طرف گناہوں کی یلغار ہے' اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور ہم اس میں خوش وخرم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دُنیا تو مؤمن کے لئے قید خانہ ہے لیکن آج کا مسلمان بڑے چین سے زندگی گزار رہا ہے۔ آج مسلمان نے صرف دولت کو معیار بنا لیا ہے اور ہر چیز کو اس کے ترازو میں تول رہا ہے۔

۶/ مارچ کے جمعۃ المبارک کو قرآن حکیم کے درس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مشتاق حسین نے کہا کہ سورۂ مائدہ میں تین جگہ صرف ایک لفظ کے فرق سے یہ آیت اتری ہے کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر' ظالم اور فاسق ہیں"۔ اگر ہمیں بھی اہل جنت میں سے ہونا ہے تو ہمیں بھی وہ طریقہ اپنانا چاہئے جو نبی اکرمؐ نے ہمیں بتایا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں کہا ہے کہ "تیرے رب کی قسم یہ ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک تیرا حکم نہ مانیں" آج مسلمان چاروں طرف سے کفار کے نرغے میں ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے رسول اکرمؐ کے اسوہ کو ماڈل نہیں بنایا۔ ان کے لائے ہوئے سبق کو بھلائے بیٹھے ہیں۔

(رپورٹ : ظفر اسلام)

بقیہ : تجزیہ

اگر وہ اس پر رضامند نہ ہوں تو نتائج کی پرواہ کئے بغیر تمام معاہدے منسوخ کردیئے جائیں۔

۷) سرکاری ملازمتوں پر بھرتی میرٹ کی بنیاد پر ہو اور سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے فالتو عملے کی بھرتی کا سلسلہ فوری طور پر ختم کیا جائے۔

۸) کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ سیاسی مصلحتوں سے بلند ہو کر کیا جائے۔ اس لئے کہ اگر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ کیا گیا تو اگلے عشرے میں پنجاب کی زمینوں کا ایک بڑا حصہ بنجر ہو جائے گا اور بجلی کی پیداوار بری طرح متاثر ہوگی۔

۹) درآمدات کی فراخدلانہ پالیسی ترک کی جائے۔ غیر پیداواری سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

حکومت ٹیکس کلچر کے فروغ کے بڑے درس دیتی ہے۔ ٹیکس کلچر اس وقت تک فروغ نہیں پا سکتا جب تک تاجروں کا انتظامیہ پر اعتماد بحال نہ ہو جائے کہ ان کے ادا کردہ ٹیکس کا استعمال دیانت داری سے ہوگا اور واقعتاً عوام کو سہولتیں حاصل ہوں گی۔

حکومت بے نظیر دور میں ہونے والے توانائی کے معاہدوں کو معیشت کی تباہی کی اصل جڑ اور بنیاد قرار دیتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو ایسے وطن دشمن معاہدے کرنے پر بے نظیر کے خلاف غداری کے مقدمات کیوں درج نہیں کئے جا رہے تاکہ آنے والے حاکم غیر ملکی معاہدوں پر دستخط کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچیں کہ کہیں یہ معاہدے اس کی گردن میں رسی نہ ڈال دیں۔

آخر میں ہم سیاست دانوں' بیوروکریٹس اور ہر اس شخص یا ادارے کو متنبہ کرتے ہیں جو اس وقت قوت واقتدار کے حامل ہیں کہ اگر عوام کے مسائل و مصائب کو اسی طرح نظرانداز کیا جاتا رہا تو تنگ آمد بجنگ آمد کی نوبت آسکتی ہے۔ یقیناً یہ ملک خونی انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس سے بچاؤ صرف عدل و قسط کا نظام قائم کرنے ہی سے ممکن ہوگا ؏

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

خبرنامہ افغانستان

بھارت روس و ایران کے چند مہرے آخری انجام کے منتظر ہیں

طالبان کے مرکزی کمانڈر ملا داد اللہ نے کہا ہے کہ اس وقت دنیا کو معلوم ہے کہ بھارت' ایران اور روس افغانستان میں کھلی مداخلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ان ممالک کو خبردار کیا اور کہا کہ وہ مداخلت سے باز آجائیں ورنہ ہماری دینی غیرت اور ایمانی جذبہ ہمیں انتقام پر مجبور کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ افغان مسئلہ کا حل بالکل قریب ہے صرف بھارت' روس' ایران و دیگر کفار کے چند ایجنٹ مسعود' دوستم' ربانی اور خلیلی جیسے مہرے باقی ہیں جو اپنے بھیانک انجام کے منتظر ہیں' اور وہ دن دور نہیں جب شمال میں بھی اسلام اور امن کا راج ہوگا۔

مغرب کو خدشہ ہے کہ عالمی سطح پر اسلامی انقلاب رونما ہونے والا ہے

مرکزی وزیر صحت ملا محمد عباس اخوند نے کہا ہے کہ ملک کی موجودہ صورت حال ایران اور روس کی کھلی مداخلت کا نتیجہ ہے۔ پڑوسی ممالک اور نام نہاد سپر طاقتوں کے ذریعے مسئلے کے حل کی تجویز ناقابل عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیس سال میں خطرناک حادثات اور حالات کے ذمہ دار روس اور وسطی ایشیاء کی وہ یتیم ریاستیں ہیں جو اپنے آپ کو آزاد کہلاتی ہیں۔ مزار شریف کے حالیہ مذاکرات پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا عباس نے کہا کہ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مزار میں مخالفین کے درمیان کوئی اجلاس ہوا ہی نہیں۔ اجلاس کی خبریں اسلامی امارت کے خلاف مغربی اور اسلام دشمن ٹولے کا منفی پروپیگنڈا تھا۔ افغان مسئلہ نہ تو سیاسی طور پر حل ہو سکتا ہے اور نہ ہی فوجی طریقے سے' یہ مسئلہ صرف اور صرف شرعی طریقے سے حل ہو سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ قطعاً غیر جانبدار ادارہ نہیں تاریخ شاہد ہے کہ اس نے آج تک کوئی مسئلہ حل نہیں کیا' پچاس سال سے مسئلہ کشمیر اس کی واضح مثال ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ عالمی سطح پر عظیم اسلامی انقلاب آنے کے واضح امکانات موجود ہیں اسلئے مغربی ماہرین اسی خدشے کے پیش نظر اسلامی تحریکوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔

طالبان کا اپنے ساتھی سے قصاص

بین الاقوامی نیشنل اسٹیڈیم میں ظہر کے بعد ایک ملزم پر شرعی حد جاری ہوئی۔ بگرام سے تعلق رکھنے والے بہرام خان نامی شخص نے پانچ ماہ چوبیس دن پہلے مذکورہ ضلع کے اسد اللہ ولد نیک محمد کو قتل کر دیا تھا۔ قاتل کو لوگوں کے ہزاروں کے مجمع میں قرآن و حدیث کے شرعی حکم کے مطابق قصاص کیا گیا۔ فوجی عدالت کے نائب سید عبدالرحمٰن آغا نے کہا کہ قاتل طالبان کی صفوں میں گھسا ہوا تھا لیکن ہم شریعت سے کسی کو بھی بالاتر نہیں سمجھتے اور ہمارے فیصلے سب کے لئے مساوی ہوتے ہیں۔

(ضرب مومن' ۲۰۔۲۶ مارچ ۹۸ء)

بقیہ : گوشہ خلافت

چوبداروں نے بازو سے پکڑ کر ان کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہ نے افسران دربار کی طرف خطاب کر کے کہا کہ "میں خود نہیں آیا بلکہ تم نے بلایا تھا اس لئے مہمان کے ساتھ یہ سلوک زیبا نہ تھا۔ تمہاری طرح ہم لوگوں میں یہ دستور نہیں کہ ایک شخص خدا بن بیٹھے اور تمام لوگ اس کے آگے غلام ہو کر گردن جھکائیں"۔ مترجم نے جس کا نام عبود تھا جو حیرہ کا باشندہ تھا' اس تقریر کا ترجمہ کیا تو سارا دربار متاثر ہوا اور بعض بعض بول اٹھے کہ ہماری غلطی تھی جو اِس قوم کو ذلیل سمجھتے تھے۔

رُستم بھی شرمندہ ہوا اور ندامت مٹانے کو کہا کہ "یہ نوکروں کی غلطی تھی میرا ایما یا حکم نہ تھا" پھر بے تکلفی کے طور پر مغیرہ نے ترکش سے تیر نکالے اور ہاتھ میں لے کر کہا "ان تکلوں سے کیا ہوگا؟"۔ مغیرہ نے کہا کہ "آگ کی لو اگرچہ چھوٹی ہے مگر پھر بھی آگ ہے"۔ رُستم نے اُن کی تلوار کا نیام دیکھ کر کہا "کس قدر بوسیدہ ہے"۔ انہوں نے کہا "ہاں' لیکن تلوار پر باڑھ ابھی رکھی گئی ہے"۔ اس نوک جھونک کے بعد معاملے کی بات شروع ہوئی۔ رُستم نے سلطنت کی شان و شوکت کا ذکر کر کے اظہارِ احسان کے طور پر کہا کہ اب بھی واپس چلے جاؤ تو ہم کو کچھ ملال نہیں بلکہ کچھ اِنعام دلا دیا جائے گا۔ مغیرہ نے تلوار کے قبضے میں ہاتھ رکھ کر کہا کہ "اگر اسلام یا جزیہ منظور نہیں تو اِس (تلوار) سے فیصلہ ہوگا"۔ رُستم غصہ سے بھڑک اٹھا اور کہا کہ "آفتاب کی قسم کل تمام عرب کو برباد کر دوں گا"۔ مغیرہ اٹھ کر چلے گئے۔ یوں صلح و آشتی کی تمام اُمیدوں کا خاتمہ ہوگیا۔

اسلامی انقلاب کے مراحل' مدارج اور لوازم پر مشتمل

ڈاکٹر اسرار احمد' امیر تنظیم اسلامی

کے دس خطبات کا مجموعہ

منہج انقلاب نبویؐ

سیرت النبیؐ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے رہنما خطوط

صفحات ۳۸۳' قیمت : 72 روپے

شائع کردہ **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

قرآن اکیڈمی 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۱۲
سالانہ زرِ تعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۲-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

فرانس میں مسلمانوں کی حالتِ زار' بی بی سی کی رپورٹ

فرانس میں مسلمانوں کے لئے اسلامی شعائر پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ بی بی سی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق فرانس میں ہر طرح کے انسانی حقوق کی آزادی ہے مگر مسلمان اگر داڑھی رکھے ہوئے ہوں تو انہیں دہشت گرد' منشیات فروش یا الجزائر کے انتہاپسندوں کا ساتھی قرار دے کر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ اسے نوکری حاصل کرنے کے لئے اپنی داڑھی منڈوانا پڑی کیونکہ فرانس میں مسلمانوں کو حکومت اور معاشرے میں زندہ رہنے کے لئے کئی طرح کی قربانیاں دینا پڑتی ہیں مگر پوری دنیا کی نظریں فرانس میں مسلمانوں کے استحصال کو دیکھنے سے معذور ہیں۔ دریں اثناء سکارف اوڑھنے والی خواتین اور داڑھی رکھنے والے مسلمان نوجوانوں کو انسدادِ دہشت گردی کی ایجنسیاں کہیں بھی مشتبہ قرار دے کر قتل کر ڈالتی ہیں اور اس قتل کے خلاف کوئی ادارہ ایسا نہیں جو آواز اٹھا سکے۔ فرانس کی حکومت ان مسلمانوں کے خلاف اس بنیاد پر کارروائی کرتی ہے کہ یہ تمام لوگ الجزائر کے انتہاپسندوں کے ساتھی ہیں۔

ترکی میں اسلامی تعلیم' اوقاف اور خیراتی اداروں پر پابندی

حکومت ترکی نے اپنے ملک سے اسلام کو جڑوں سے اکھاڑنے کے لئے نئے مسودہ قانون کی منظوری دے دی ہے۔ اس قانون کے تحت اسلامی تعلیم' اوقاف اسلامی خیراتی اداروں اور اجتماعات پر پابندی لگا دی جائے گی جبکہ نئے قانون کے مطابق اسلامی تحریکوں میں شمولیت بھی غیر قانونی اقدام ہو گا۔ اس مسودۂ قانون کی منظوری وزیراعظم مسعود یلماز کی صدارت میں ہونے والے کابینہ کے اجلاس میں دی گئی۔ بی بی سی کے مطابق مسعود یلماز نے یہ اقدام فوج کے دباؤ پر کیا ہے۔ واضح رہے کہ فوج نے حکومت کے بارے میں کہا تھا کہ وہ اسلام پسندوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنے میں کمزوری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ترکی میں اس سے قبل بھی مسعود یلماز حکومت نے دینی ادارے سرکاری سطح پر بند کرائے تھے اس کے علاوہ فوج سے ایسے جرنیل بھی فارغ کر دیئے گئے تھے جو بنیاد پرست مسلمان سمجھے جاتے تھے اور اب باقاعدہ اس کے لئے قانون بھی منظور کر لیا گیا ہے۔

برما میں حکومت کے مظالم' لاکھوں مسلمان ہجرت پر مجبور

برما کی فوجی حکومت نے مسلم اکثریت کے صوبہ اراکان میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے اور وہاں کے لاکھوں مسلمان بے بسی کے عالم میں گھر بار چھوڑ کر نواحی علاقوں اور ہمسایہ ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ بہت سے برمی مسلمان بنگلہ دیش کے سرحدی علاقوں میں کیمپوں میں زندگی گزار رہے ہیں اور کچھ تھائی لینڈ پہنچ چکے ہیں۔ واضح رہے کہ برما سے ہجرت کر کے پڑوسی ممالک میں پناہ لینے والوں کی تعداد دس لاکھ بتائی جاتی ہے جن میں نوجوانوں کے علاوہ بچے' بوڑھے اور خواتین بھی شامل ہیں۔

جبل الطارق میں مسجد اور اسلامی مرکز کی تعمیر

اندلس کے تاریخی شہر جبرالٹر (جس کا قدیم نام جبل الطارق معروف مسلمان سپہ سالار طارق بن زیاد سے منسوب ہے) میں ایک مسجد اور اسلامی سینٹر کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ مسجد سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز کی خصوصی دلچسپی سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر پر ۳۰ ملین سعودی ریال لاگت آئی ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک اسلامی سینٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس سینٹر میں مسلمانوں کو دینی تعلیم دی جائے گی۔ سینٹر میں غیر مسلموں کو اسلامی تعلیمات اور تاریخی ورثہ سے آگاہ کرنے کے لئے کتب خانہ اور لائبریری کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ لائبریری میں اسلامی ریسرچ کا شعبہ بھی قائم کیا جائے گا۔ بیرونی ممالک سے سیاحت کی غرض سے اسپین آنے والے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے معلوماتی مرکز بھی بنایا گیا ہے تاکہ سیاحوں کو اسپین کی اسلامی تاریخ اور تاریخی مقامات کے بارے میں آگاہ کیا جا سکے جہاں مسلمانوں نے چھ سو سال حکومت کی۔

مقدونیہ میں پہلے اسلامی کالج کا قیام

گزشتہ ماہ مقدونیہ میں پہلے اسلامی کالج کا قیام عمل میں آیا جس پر تقریباً ۱۲ ملین جرمن مارک لاگت آئی ہے۔ اس کالج میں ایک مسجد' ہاسٹل' کلینک' سپورٹس ہال اور کانفرنس روم وغیرہ موجود ہیں۔ اس کالج سے مقامی مسلمانوں کے علاوہ جرمنی اور سابق یوگوسلاویہ کے مسلمان بھی مستفید ہو سکیں گے۔

ممبئی میں اسلامی کتب' کیسٹس اور کمپیوٹر سی ڈی کی نمائش

ممبئی میں دی اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (IRF) نے گزشتہ دنوں اسلامی کتب' کیسٹس اور کمپیوٹر سی ڈی کی تین نمائشیں کیں۔ پہلی نمائش قرآن حکیم کے تراجم اور تفاسیر کی کتب' آڈیو اور ویڈیو کیسٹس' اور کمپیوٹر سی ڈیز پر مشتمل تھی جبکہ دوسری نمائش تقابل ادیان سے متعلقہ کتب' کیسٹس اور کمپیوٹر سی ڈیز رکھی گئیں تھیں۔ تیسری نمائش میں بچوں سے متعلقہ دینی کتب' کیسٹس اور کمپیوٹر سافٹ ویئر وغیرہ شامل تھیں۔ واضح رہے کہ اس نمائش میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی دروس قرآن اور قرآنی موضوعات پر مشتمل تقاریر کے کیسٹس اور کتب و تصانیف بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔

اقوام متحدہ کا لیبیا کے خلاف پابندیاں برقرار رکھنے کا اعلان

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے طویل بحث کے بعد لیبیا کے خلاف پابندیاں جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے لیبیا کے صدر معمر قذافی نے ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسی پابندیاں صرف اس صورت میں لگائی جا سکتی ہیں جب بین الاقوامی امن کو خطرہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ لیبیا سے کسی عالمی امن کو خطرہ نہیں ہے لہٰذا ہم ان پابندیوں کی مذمت کرتے ہیں۔